SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, November 28, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.45 a.m. in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

وا تکم من کل ما سا لتموہ وان تعد و نعمت اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار۔ واذ قال ابرھیم رب اجعل ھذا البلد امنا واجنبنی و بنی ان نعبد الا صنام۔ رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی ہے، اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہیں کرسکو گے۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے اور جس وقت ابراہیم نے کہا اے میرے رب اس

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, November 28, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.45 a.m. in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

وا تکم من کل ما سا لتموه وان تعد و نعمت الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم کفار۔ واذ قال ابرهیم رب اجعل هذا البلد امنا واجنبنی و بنی ان نعبد الا صنام۔ رب انهن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی ہے' اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے اور جس وقت ابراہیم نے کہا اے میرے رب اس

شہر کو امن والا کر اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا' اے میرے رب انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ ابراہیم آیات ۳۴ تا ۳۶)

جناب قائم مقام چیئرمین، اگر آپ مجھے leave applications پڑھ لینے دیں' میں leave applications پڑھ لوں ۔ بھوتانی صاحب بلوچستان سے آئے ہیں تو wewelcomeall parliamentarians who come and visit us. Leave applications پڑھ لوں پھر کر لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، پھر point of order جو Defence کے ہیں یا PIA کے حوالے سے ہیں' ان کا میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں وہ بھی کر لیتے ہیں تا کہ up dated ہو جائے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر محمد ساعد بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 23 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب ناسازئ طبعیت کی بناء پر مورخہ 23, 24 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب محمد غفران خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 24 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے

ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب اسفندیار ولی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 27, 28 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، نواب محمد ایاز جوگیزئی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 27, 28 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

POINTS OF ORDER: RE: SACKING OF THE EMPLOYEES FROM PIA.

جناب قائم مقام چیئرمین، کل PIA کے حوالے سے ایک مسئلہ اٹھا تھا میرا خیال ہے شیر افگن نیازی صاحب اس سلسلے میں جواب دینا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جی ہاں، میں پوری معلومات لے آیا ہوں۔ جناب والا! بات یہ ہوئی تھی کہ PIA کے وہ ملازمین جن کی داڑھی ہے، ان کو نکالا جا رہا ہے اور خصوصی طور پر cabin crew کو نکالا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے افسوس کا اظہار بھی کیا گیا اور ایک قسم کا تجسس بھی پیدا ہوا تو اس حوالے سے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ابھی تک نکالا نہیں گیا۔ 73 ملازمین کو چند وجوہات کی بناء پر کہا گیا ہے کہ ان کی جو کمزوریاں ہیں، وہ درست کریں۔ وہ میں بتا دیتا ہوں ایک poor English skill, No.2 poor personality and grooming criterion بنایا گیا ہے اور average, below average performance, dull appearance, over weight, poor profitability, poor service record, job knowledge, ages and appearance. عارضی طور پر کل 73 کو تین مہینے کے لیے چھٹی پر بھیجا گیا ہے، جن میں سے 48 female ہیں۔ اس کی وجہ بتاتا ہوں، PIA میں پہلے Air

Hostesses یا Steward جو ہوتی تھیں ان کی retirement کی عمر 35 years تھی۔ Supreme Court of Pakistan نے ایک case میں ان Air Hostesses کی retirement age 60 years کر دی تھی۔ جب 60 years ہو جائے تو آپ یقیناً دیکھ سکتے ہیں کہ flight میں 60 years کی lady is going....

جناب قائم مقام چیئرمین، مطلب یہ نیازی صاحب! کہ آپ جو ساٹھ سال والی چائے پیش کر رہی ہے اس کی طرف دیکھنا نہیں چاہتے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اس میں 48 عورتیں ہیں یہاں داڑھی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، داڑھیاں تو نکل گئیں کیوں کہ کل 73 لوگ عارضی طور پر بھیجے گئے ہیں باقی 25 آدمی ہیں جن میں سے شاید ایک آدھ کی داڑھی ہو لہذا میں یہ وضاحت سے کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کے پاس اس کے برعکس کوئی record ہو کہ اتنے آدمیوں کو داڑھی کی بناء پر نکالا گیا ہے۔ ان کے پاس کوئی ثبوت ہو تو میں مان لوں گا اور خود کہوں گا کہ آپ اس کی تفتیش کے لیے Standing Committee کو بھیجیں۔ فی الحال میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ثبوت لانا چاہے، اس کے پاس ہو، جب بھی ہو تو وہ لے آئے، پھر آپ اس کو Standing Committee کو بھیجیں، ورنہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہمارے معزز سینیٹر صاحب کو کسی نے misinform کیا ہے۔ ایک آدھ ہو گا جس کی داڑھی ہو اور شاید ان 73 میں جو 25 مرد ہیں ان میں شامل ہو۔ ان کا جاننے والا ہو گا، اس نے ان کو بھڑکا دیا ہو گا کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور ان پر ہو رہا ہے جن کی داڑھیاں ہیں اور wrong impression create کرنے کے بعد اس کو ایک issue بنا دیا گیا ہے۔ یقین جانیئے اگر ان کے پاس concrete facts ہوں، جب بھی لائیں گے تو ہم اس کو Committee کے پاس بھیجیں گے۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہوگی تو اس کا ازالہ بھی ہو گا and those people جنہوں نے وہ کام یا زیادتی کی ہوگی، they will be duly punished. I give my words here on the floor of the House.

جناب قائم مقام چیئرمین، میرا خیال ہے خالد سومرو صاحب! وہ صرف ایک گزارش کر رہے ہیں کہ اگر ایک proof بھی ہے تو وہ دیں، ہم اسے Committee کے حوالے کر دیتے

ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، وزیر موصوف کی وضاحت کے بعد میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ جتنے بھی مرد حضرات ہیں' انہوں نے 25 کہا' یہ پچیس کے پچیس داڑھی والے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ 73۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، نہیں' جتنے مرد حضرات ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، باقی خواتین ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، خواتین تو ہوگئیں الگ ۔ جتنے مرد حضرات ہیں' انہوں نے کہا کہ وہ پچیس ہیں ۔وہ پچیس کے پچیس داڑھی والے ہیں ۔ اب اس کی تحقیقات کریں ۔ کمیٹی بٹھائیں ۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ اگر واقعی یہ حقیقت ہو تو اس کا ازالہ کریں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نیازی صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی(وزیر پارلیمانی امور)،جناب والا! اگر پچیس جو ہیں' ان میں سے پانچ لے آئیں تو میں مان لوں گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، انہوں نے کہا ہے پانچ بھی لے آئیں تو کمیٹی کے حوالے کرنے پر agree کر رہے ہیں ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی(وزیر پارلیمانی امور)، ان کے نام مہیا کر دیں ۔ تصویریں ہم لے لیں گے اور وہ تصویریں میں آپ کو دکھا دوں گا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، گزارش ہے تشریف رکھیں ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، کہتے ہیں پانچ بندے لے آئیں ۔ اگر آپ کہیں تو میں سینیٹ میں لے آؤں؟

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر پارلیمانی امور): وہ لے آئیں جی ۔ میں اس challenge کو قبول کرتا ہوں ۔ لے آئیں اگر پچیس کے پچیس داڑھیوں والے نکالے گئے ہیں، داڑھی کی وجہ سے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بات اکیلے کر رہے ہیں ۔ میں جواب دے دیتا ہوں ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، آپ تحقیقات کرائیں ، کمیٹی بٹھائیں، میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں ۔ میں نے پوری تحقیقات کی ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر پارلیمانی امور): اگر پچیس کے پچیس داڑھی والے ہوں گے، ان کے علاوہ جو factors میں نے بیان کیے ہیں ' old age ہو aged appearance ہو ۔ یہ نہ ہو صرف داڑھی ہو، تو یہ سچے ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ایک منٹ تشریف رکھیے ۔ آپ بیٹھیں میں بتاتا ہوں ۔ یہ آپ سب داڑھی والے ماشاء اللہ بارش کھڑے ہو گئے، ایسا نہ ہو کہ passengers بھی داڑھی والے اتار لیں ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں ایک بات کہنے لگا ہوں ' وہ سنیں ۔ سومرو صاحب ایک منٹ بیٹھیں ۔ میں وہی بات کرنے لگا ہوں۔ اسمٰعیل بلیدی صاحب' وہ ہر فن مولا اس لئے ہے کہ منسٹر صاحب کے پاس سرکاری delegation آئے ہوئے ہیں۔ please ایک منٹ کے لئے بیٹھیں، میں دو تین remarks دینا چاہتا ہوں، پی آئی اے کے بارے میں۔ Treasury Benches کے ساتھی ہوں یہ ہمارے Opposition کے ساتھی ہوں سب ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن پی آئی اے کے بارے میں ایک general بات نوٹس میں آئی ہے کیونکہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ ان میں کچھ کمی ہے تو ان کو refresher course کرائیں ۔ ان کی انگلش improve کرائیں personal hygiene ان چیزوں پر لے آئیں۔ نہ کہ ان کو چھٹی پر گھر بٹھائے رکھیں اور گھر والوں پر بھی وہ بوجھ بنے بیٹھے رہیں ۔ نمبر ۲ ' let me be very frank یہ کوئی holy

cow نہیں ہے پی آئی اے۔ پی آئی اے کی جو performance ہے تو پھر ان کے اوپر والے لوگوں کو بھی تین مہینے refresher course کے لئے بھیجنا چاہیئے۔ یہ دو حقیقتیں ہیں۔ ان چیزوں میں ابھی گنجائش نہیں ہے۔ یہ state assets ہیں۔ state assets کا بھی اگر ہم نے ستیاناس کر دیا تو پھر رہ کیا جائے گا۔

سومرو صاحب پانچ وہ لوگ پیش کریں آپ کہ ہم defence committee کے سامنے پیش کریں۔ please, that is a ruling وہ آئے گی تو it will be produced, thank you lets move forward now ' اچھا ایک منٹ Constitutional matter تو اس وقت اعوان صاحب ' کیونکہ وہ بھی legal profession سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی صاحب بھی سمجھتے ہیں ان باتوں کو۔ جی Constitutional matter please,

RE: ILLEGAL DETENTION OF POLITICAL ACTIVISTS

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Thank you Mr. Chairman. I wanted to draw attention of the honourable Chair to Article 15 of the Constitution under which every citizen of Pakistan has vested rights which is inalienable right to remain in Pakistan and move freely.

آج صبح ایک واقعہ ہوا بلوچستان میں، میں جس کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے ایک سابق وزیر اعلیٰ اور وہاں کے ایک انتہائی ممتاز Opposition Leader اختر مینگل کو ان کے گھر میں نظر بند کیا گیا ہے۔ this is Mr. Chairman in addition to on going onslaught of atroscity of the state against the people in Balochistan, or this گزشتہ دو ہفتوں کے دوران 150 political activists کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ Very serious situation ہے اور اختر مینگل ایک نہیں، میں نے جس طرح پہلے کہا کہ ڈیڑھ سو دوسرے لوگ بھی گرفتار ہوئے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گا آپ کے توسط سے، وہاں گرفتار ہونے والے لوگوں کے خلاف سوائے اس کے جنرل پرویز مشرف کے جانے کے موقع کے اوپر انہوں نے ہڑتال کر کے جنرل پرویز مشرف پر عدم اعتماد کا اظہار کیا یا اپنے خیال کا یا

اپنے سیاسی موقف کا اظہار کا یا اپنے point of view کا اظہار کیا اس کے علاوہ ان کا کیا گناہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ حکومت ایک طرف تو کہتی ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے حقوق ان کی دہلیز پر دینا چاہتے ہیں۔ اور دوسری طرف بلوچستان جو پہلے ہی بد امنی اور بے یقینی کی آگ میں جلتا ہوا اور سلگتا ہوا صوبہ ہے۔ وہاں پر لوگوں کی دہلیز پر جا کر لوگوں کے دہلیز سے باہر نکلنے پر کیوں پابندی لگائی گئی ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس بارے میں بلوچستان کی حکومت سے اور متعلقہ لوگوں سے کوئی information لیں اور کسی کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ ذمہ داری کے ساتھ ہمیں بتائیں کہ وہاں آئینی سلوک کی بجائے لوگوں کے آئینی حقوق کو بلڈوز کیوں کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سرور کاکڑ صاحب آپ بھی اسی سلسلے میں add کرنا چاہتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ ایک ہی چیز کا نیازی صاحب جواب دیں' اس چیز کا۔

سینیٹر سرور خان کاکڑ، وہ بعد میں جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ذرا مختصر کریں ۔ کیونکہ لگتا ہے کہ session morning بھی کروانے لگے ہیں اور evening بھی کروانے لگے ہیں

Senator Sarwar Khan Kakar: Yesterday the House was assured by the honourable Minister, Dr. Sher Afgan Khan Niazi regarding the ban on

نماز عصر اور اذان۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ تو وہ جواب دیں گے ناں۔

سینیٹر سرور خان کاکڑ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کی فیصل

جناب قائم مقام چیئرمین، کاکڑ صاحب' اپنی turn میں پوچھا جائے گا۔

سینیٹر سرور خان کاکڑ، میں Chair کی ہر بات سننے کو تیار ہوں اگر خان صاحب تشریف رکھیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شیر پاؤ صاحب جب وہ sum up کریں گے تو اس

میں جواب دیں گے۔

سینیٹر سرور خان کاکڑ، دوسری گزارش یہ ہے کہ--

جناب قائم مقام چیئرمین، کوئی بھی مسلمان یہ tolerate نہیں کرے گا کہ اسلامی ملک میں مسجد میں اذان نہ ہو۔ اور جہاں نماز ہوتی ہے regularly۔

سینیٹر سرور خان کاکڑ، اس دن نماز عصر اور باجماعت نماز کی پابندی تھی۔ میری ٹھیک اطلاع یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک عجیب سا order جاری کیا ہے اور مسجد کمیٹی والوں کو کہا کہ آج ٹونی بلیئر آ رہے ہیں لہذا نماز عصر کی اذان کی آج ضرورت نہیں ہے۔اس قدر یہ بھیانک scene چل رہا ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ TB آ رہے تھے۔ ٹونی بلیئر کو TB کہتے ہیں--

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، وہ یہ آ رہے تھے ہمیں تو اس کا نام لیتے ہوئے ڈر لگتا ہے جناب! دوسری گزارش یہ ہے کہ بجٹ کے موقع پر تمام پارلیمنٹ ہاؤس میں جتنے کام کرنے والے لوگ تھے بشمول سپیشل برانچ ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم ایک ماہ کی تنخواہ ساتھ دیں گے۔ سب کو ملی ' اچھی بات ہے غریب لوگ ہیں اگر نہیں ملی تو سپیشل برانچ والوں کو نہیں ملی جو بیچارہ حفاظت بھی کرتے ہیں اور ہماری مخبری بھی کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کو دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ شیر پاؤ صاحب سے یہ پوچھیں گے۔ نیازی صاحب انہوں نے جو مسئلہ بلوچستان کا اٹھایا ہے یہ نئی development ہے اس پر کوئی روشنی ڈالیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بلوچستان کے مسئلے کا جواب دے رہے ہیں۔ بلوچستان پر جواب دے رہے ہیں۔ بلیدی صاحب مجھے بھی ابھی اطلاع مل رہی ہے۔ آپ کو پہلے اطلاع دی۔ ذرا تشریف رکھیں ابھی نیازی صاحب

جناب شیر افگن خان نیازی (وزیر برائے پارلیمانی امور)، یہ آرٹیکل ۱۵ ہے اور جس میں freedom of یہ انہوں نے تھوڑا سا پڑھ کر اس حصے کو ignore کیا ہے۔ صرف ایک

حصے کی interpretation .کی ہے - اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ یہ ہے کہ جو پاکستان کی boundary ہے under the law of Pakistan Land یہ بات بجی ہے-یہ اس کا بنیادی حق ہے-

and second thing which is very pertinent and یہ بات بھی بجی ہے particular that he has to be kept in his house to avoid to create law and order situation in that Province چونکہ وہاں کے حالات پہلے ہی خراب ہیں اور ان کو زیادہ خراب ہونے سے بچانے کے لئے preventive measure, governments ہمیشہ لیتی ہیں اور لیا گیا ہے-یہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہوا اور نہ violation of this Article 15 has been done and interpreted by the learned Jurist and honourable Senator of this august House; he must go through the spirit of this Article, it does not allow anybody, this freedom is not without restriction within the parameters, within the law of the land that freedom has been allowed to the person to live, to go anywhere in any part of the country to reside in any Province, one Province to another and even to do business, but here the question is quite different. Two things have been created that under the law of the land, certain cases have been registered against Akhtar Mengal, former Chief Minister of Balochistan. Secondly, by his movement in the Province there is a likelihood. of that the law and order situation will deteriorate and may create problems for the entire Province and the Government of Balochistan thereby he has been restricted to his house. I think this Article has not been violated and it has been complied with........

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ، نیازی صاحب ! تشریف رکھیں - جی mover جنہوں نے point raise کیا ہے۔جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، جناب چیئرمین ! میرے خیال میں اس طرح نہیں ہے۔ جو interpretation وزیر صاحب کر رہے ہیں' ان کو کوئی knowledge نہیں ہے ۔اختر مینگل کو اس لئے گرفتار یا نظر بند نہیں کیا گیا ہے کہ اس کے خلاف charges ہیں بلکہ اس لئے کیا گیا ہے کہ تیس تاریخ کو وہ لانگ مارچ کر رہے ہیں اور اس لانگ مارچ کی حمایت پونم اور بلوچستان کی تمام اپوزیشن جماعتوں نے کی ہے اور اس سے وہ ڈر رہے ہیں۔ اس سے قبل میں اس کو correct کرلیتا ہوں کہ سولہ تاریخ کو نیشنل پارٹی کی کال پر---- let me clarify

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی مالک صاحب ! آپ مجھ سے مخاطب ہوں ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، سولہ تاریخ کو جب جنرل صاحب آئے تھے تو نیشنل پارٹی کی call پر بلوچستان کے عوام نے protest کیا۔اب وہ اتنا بھاری پڑ گیا ہے کہ اب اس call کو وہ برداشت نہیں کر رہے اور اب تک ڈیڑھ سو قائدین اور کارکنوں کو گوادر سے لے کر کوئٹہ تک گرفتار کیا گیا اور وہ کہتے ہیں کہ cases ہیں۔ کوئی cases والی بات نہیں ' اختر مینگل کو ساکران ریسٹ ہاؤس میں رکھا ہوا ہے جو بالکل راستے میں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف کوئی cases نہیں ہیں ماسوائے اس کے - باقی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ public interest, 16 MPO تو آمروں کا ہے - جناب ! اس 16 MPO نے ہمیں کئی دفعہ ' شاید آپ کو بھی کئی دفعہ جیلوں میں ٹھونسا ہے۔ ہم تو کئی دفعہ 16 MPO کے حوالے سے جیلوں میں گئے ہیں۔ یہ آمروں کی دفعہ ہے اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب والا! ان کی گفتگو میں کوئی وزن نہیں ہے۔

It is the law and order situation and this type of.......

جناب قائم مقام چیئرمین ، نیازی صاحب ! مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر اعوان صاحب آپ اسی کو آگے کریں گے۔اس کو ذرا clear کریں شیرپاؤ صاحب آئیں گے تو

پھر ان سے پوچھیں گے۔ صوبائی حکومت سے پتا کرادیتے ہیں کہ یہ کہاں تک درست ہے۔

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Mr. Chairman, I am thankful thatyou have given me the floor again.

میں چاہتا ہوں آپ توجہ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی - I am listening to you میرے کان آپ کی طرف ہیں اور آنکھیں میری دوسری طرف ہیں۔ ادھر ہی دیکھتی ہیں، کہیں اور نہیں دیکھتی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان، جناب! میں چاہتا ہوں آپ کے کان، آنکھیں، رخ زیبا، دل سب کچھ میری طرف ہو جائے۔ تھوڑی توجہ چاہتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے - میں حیران ہوں اس بات پر کہ اس وزارت کا کیا نام ہونا چاہیے جو سب کے کام آتی ہے۔ اس کو ویسے اردو میں امرت دھارا کہتے ہیں۔ میں نے جو آپ سے گزارش کی تھی وہ صرف اتنی تھی کہ

He has a constitutional right to move, within the province he lives and within the country he lives, of course Pakistan

پورا ان کا ملک ہے، یہ ہمیں کسی نے فتح کرکے نہیں دیا کہ اس سے permit لے کر بلوچستان کے لوگ باقی جگہ گھومیں گے یا باقی صوبوں کے لوگ وہاں پر جائیں گے - میں نے گزارش کی

that was twofold submission before the honourable Chair. Submission No. I was

کہ آپ پتا کیجئے ان کو کس الزام کے تحت بند کیا گیا۔ موصوف فرما رہے ہیں کہ MPO کے تحت بند کیا گیا اور مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے آدھا Constitution پڑھا - Law and order, provincial مسئلہ ہے MPO کا order کسی ڈپٹی کمشنر یا ہوم سیکریٹری نے جاری کیا ہوگا۔ وفاقی حکومت کو رات کو سوتے ہوئے کیسے خبر ہوگئی کہ کون سے مقدمات ان کے خلاف راتوں رات درج ہوگئے۔ کل تک وہ ایک آزاد آدمی تھے during the later part of the night,

in the preceding night today, he has been confined in one premises.

ہم جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کیا public interest ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی اور کیا وجوہات ہیں، کیا مقدمات ہیں جن کی بنا پر ان کو روکا گیا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہر چیز کو بغیر تیاری کے defend کرنے کا ٹھیکہ لینے کی بجائے let us be fair to the House آپ پوچھ لیجیے ' province والے آپ کو بتائیں گے کہ کیا وجوہات ہیں اور پھر ان وجوہات پر ہم یہاں بات کرنا چاہیں گے۔

Sir, it is not a question of liberty of one person, it is a question of people at large.

اس لیے ہم حکومت کو اس میں سے آسانی سے گزر جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مہربانی کرکے، میں Chair سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پہلے معلومات لے لیں، پھر آپ ہمیں اعتماد میں لیں اور پھر ہماری بات کو آگے بڑھائیں۔ ہم چاہتے ہیں وہ آزاد ہوں۔ جلوس نکالنا ان کا حق ہے ' rally نکالنا ان کا حق ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you . Ranjha Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب چیئرمین ! Maintenance of Public Order کی بات ہو رہی تھی۔ میں بطور وکیل آپ کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری عدالتوں نے آج تک کبھی کسی حکم کو sustain نہیں کیا، تو یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے لیکن ایک چیز جو ہے it is a question of fact now. ہم کوئی ولایت کی بات نہیں کر رہے اپنے معروضی حالات کی بات کر رہے ہیں، ہم سب سیاسی لوگ ہیں ' سیاسی لوگ مختلف shade کے ہیں اور حکومت میں آپ بھی رہے ہیں ' بےشمار دوست رہے ہیں۔ ہم سب آگاہ ہیں کہ ایسے موقع پر detentions دوقسم کی ہوتی ہیں۔ ایک voluntary بھی ہوتی ہے کہ مجھے آج بند کر دو، مجھے جلوس میں نہ جانا پڑے۔ بیشتر لوگ ایسے آپ کو ملیں گے جنہوں نے administration کو کہا ہوتا ہے کہ میرا دن یا رات نکال دو، میں کیا منہ دکھاؤں گا، مجھے آج بند کر دو۔

جب آپ تحقیق کریں گے تو یہ بھی دیکھیے گا کہ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے voluntarily seek کیا ہے کہ ہاں جی! ہمارا یہ موقع گزار دو ، ہمیں اندر بند کر دو۔ تمام detentions اس موقع پر coercive نہیں ہوتیں، کچھ voluntary بھی ہوتی ہیں۔ اگر آپ تحقیق کریں گے تو وہ تحقیق پوری کیجیے۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I think we end thedebate over here.

شیرپاؤ صاحب آئیں گے تو وہ اس point کی وضاحت کریں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! یہ صوبوں کی خودمختاری میں دخل دینے والی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں ہائی کورٹ موجود ہے۔ اگر انہوں نے move کرنا ہے ہوگی تو جیسا کہ رانجھا صاحب نے کہا ہے کہ MPO کو ہمیشہ ہائی کورٹ illegal detention اس کو null and void کر دیتی ہے۔ ان کو ادھر move کرنا چاہیے۔ تیسری بات، یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے it cannot be discussed on the floor of the House. It is not under the rules کہ کہیں a point of order. He has not brought in any form لائے ہوں لہذا اس point of order کو آپ rule out of order. کریں۔

Mr. Acting Chairman: No. Mr. Sherpao will throw light on thissubject in his summing up. This is an emergent situation. Dr. Safdar Ali Abbasi.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! میں بالکل آپ کی بات سے متفق ہوں کہ شیرپاؤ صاحب آئیں اور پوری صورتحال explain کریں۔ لیکن میں ڈاکٹر صاحب سے بالکل اتفاق نہیں کرتا کہ یہ matter ہم یہاں discuss نہیں کر سکتے۔ یہ sovereign House ہے federating units کو represent کرتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر اختر مینگل کی detention کی بات نہیں ہے۔ بابر صاحب نے کہا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو کارکنوں کو جو مختلف سیاسی پارٹیوں سے ہیں detain کئے گئے ہیں We have every right to discuss this issue نمبر ۲۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ اپنے بھائی ڈاکٹر خالد رانجھا سے اتفاق نہیں کروں گا انہوں نے بڑی serious insinuation کی اور ایک point raise کیا تمام سیاسی کارکنوں کے بارے میں۔ میں بالکل دل سے یہ بات یہاں پر کر رہا ہوں کہ جتنے بھی پولیٹیکل لیڈر ہیں جو آج تک جیلوں میں گئے، جنہوں نے آمریت کے خلاف resist کیا، جنہوں نے فوجی آمریت کو resist

انہوں نے اپنے دل سے resist کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اختر مینگل جیسے آدمی کے اوپر اس قسم کی insinuation لگانا بالکل نامناسب بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں ایک بالکل چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ رحیم مندوخیل صاحب سن لیجئیے۔ صوبائی خودمختاری کی بات آئی۔ میں وزیر اعلیٰ بلوچستان رہا۔ معلومات کے لئے ہے۔ میں نے اپنی صوبائی کابینہ کو اکٹھا حلف دے دیا۔ اس میں جمعیت کے ساتھی بھی تھے، اس وقت ایم ایم اے نہیں تھی، جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمٰن تھی۔ اس کو وفاق کے دوست بھی support کر رہے تھے دوسرے بھی۔ مجھے اسلام آباد سے ایک وزیر صاحب نے پوچھا، دوستی میں، ہنستے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے تو ہمارے سے پوچھا نہیں۔ میں نے کہا کہ صوبے کا معاملہ ہے آپ سے پوچھا نہیں جاتا۔ پھر اسی طرح آگے بڑھنا ہوتا ہے اپنی شناخت خود بنانی ہوتی ہے۔ Anyway let us now get on with the point of order. جو raise کرنا چاہتے تھے، آصف جتوئی صاحب۔ Do you want to raise this matter again. رحیم مندوخیل صاحب۔ شیر پاؤ کے لئے انتظار کرتے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ایک تو جناب والا! یہ کہ رانجھا صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں رانجھا صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن میں عباسی صاحب کو support کرتا ہوں وہ سیاسی کارکن رہے ہیں واقعی جیل میں رہے ہیں۔ وہ کبھی بھی مرضی سے نہیں کہتا کہ ہمیں جیل میں بٹھاؤ تاکہ ہم کوئی protest نہ کریں۔ یہ سیاسی کارکنوں پر بہت بڑا with due respect Ranjha sahib بہت بڑا الزام ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ وہ اپنی پارٹی میں ذرا دیکھیں۔ شاید ان کا کوئی ہو۔

دوسری بات اس کا جواب وہ بعد میں دیں لیکن اس سے پہلے جناب والا! ہماری بجلی کا مسئلہ ہے۔ آج ہمارا اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ پھر اندازہ یہ ہے کہ جنوری کے بعد میں اجلاس ہوگا۔ ہمارے صوبے میں بجلی کا مسئلہ بڑا serious مسئلہ ہے اور کل ہم نے وہ مسئلہ اٹھایا تھا لیکن اس کے بارے میں کوئی وزیر صاحب نہ اب آئے ہیں اور نہ کسی نے ہمیں assurance دی۔ ہماری بجلی کا مسئلہ بڑا serious ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ابھی صوبے میں اس پر بڑا بوجھ ہے۔ ہماری

زندگی کے معاشی پہلو میں تو خاص زراعت ہے۔ وہ زراعت بجلی سے منسلک ہے اس کی وجہ سے جب یہ آدھی بجلی، ذرا گرمیاں آئیں گی یا بہار کا موسم ہوگا تو ہمارے لوگوں کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ مندوخیل صاحب۔ ایک تو 80 وزیروں میں واحد وزارت ہے جس کا وزیر مملکت نہیں ہے۔ ہر وزارت میں وزیر مملکت ہے، ٹیکنو کریٹ بھی ساتھ ہے پتا نہیں کون سا "کریٹ" بھی ساتھ ہے۔ سارے اکھٹے ہیں۔ رانجھا صاحب on personal explanation کلثوم پروین کا بھی یہی مسئلہ ہے، میڈم پری گل کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ ٹیوب ویل نہیں چلتا۔ پانی نہیں آتا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی جب ایوان وقفے میں جائے گا تو میرے ساتھ بیٹھیں۔ لیاقت جتوئی صاحب سے بات کرتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں آج تو اجلاس ختم ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس کے بعد بھی تو office چلے گا۔ آپ تو لاہور چلی جائیں گی میں ادھر ہی بیٹھ کر دیکھوں گا۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! یہ اجلاس میں طے ہونا چاہیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کوشش کرتے ہیں کہ لیاقت جتوئی صاحب جہاں بھی ہیں ڈھونڈ کر ادھر پہنچایا جائے کہ آکر جواب دیں۔ راجہ امین صاحب اطلاع کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، تین چار مہینے کے بعد یہ اجلاس ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، لیاقت جتوئی صاحب کہیں نہیں جاتے، ابھی کل بھی کیبنٹ کی میٹنگ ہے۔ ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ جتوئی صاحب کو منگوائیں۔ جی رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، مندوخیل صاحب نے میری بات کی بڑی exception لی ہے اور لگتا ہے as if he is hurt on this, میری بالکل تضحیک کی کوئی نیت نہیں تھی۔ میں سیاسی کارکنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ national service کرتے ہیں لیکن

ہمارے ہاں there are rigours of politics also. میں یہ جو بات کر رہا تھا، بڑے اعتماد سے کر رہا تھا۔ اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو پچھلے پندرہ سال کے home secretaries کو بلا کر in camera بات کر لیں، آپ کو وہ بتائیں گے کہ کتنے لوگوں نے انہیں approach کیا ہے کہ مجھے retain کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: O.K. Thank you. I think it is clear. Jatoi sahib please on a point of order.

آپ پہلے بھی اٹھے تھے لیکن میں نے آپ کو اس وقت نہیں بولنے دیا تھا۔

RE: IMPORT OF COTTON FROM INDIA

Senator Asif Jatoi: Mr. Chairman, I would just like to say that I am thankful to you for letting me speak. I am just hurriedly shocked to read in today's newspaper that the Government is allowing the import of cotton from the Wahga border on a one time basis only. Mr. Chairman, the Textile Industry is in a serious crisis right now. As everybody knows, exports have dropped by 17% in the last four months and in future we foresee that exports will drop even further. The problem with the textile industry is that the labour prices are higher than India and Bangladesh, electricity prices are higher than India and Bangladesh and the raw material prices are higher than India and Bangladesh.

Mr. Chairman, if the textile industry is not facilitated by the Government, the textile industry is going to burst this year. Mr. Chairman, if the textile industry goes burst this year, Pakistan is going to lose 70% of this foreign exchange reserve. Mr. Chairman, can Pakistan survive without 70% of its foreign exchange reserves. Please can the Government

look into this matter?

جناب قائم مقام چیئرمین ، راجہ صاحب بلوائیں چیمہ صاحب کو جو textile کے وزیر ہیں۔ ان کو ڈھونڈیں وہ کہاں ہیں' نظر ہی نہیں آتے۔ ان کو بلوا لیں جہاں بھی ہوں وہ۔ جی احمد علی صاحب آپ کا point بھی textile سے ہے تو پھر add to our knowledge please.

سینیٹر احمد علی ، جناب چیئرمین ! جتوئی صاحب نے بالکل rightly, صحیح direction میں point out کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی sector ہے' ایک اور بھی مسئلہ ہے اور وہ ہے rate of interest کا۔ Rate of interest اتنے high ہو چکے ہیں کہ industry اس کو برداشت نہیں کر پا رہی ہے۔ ہم بار بار State Bank سے اور Government سے یہ کہہ رہے ہیں کہ inflation کو control کرنے کا ذریعہ صرف interest کا rate بڑھانا ہی نہیں ہے۔ There are other measures جن کو کرکے بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ electricity high ہے' labour cost بڑھ چکی ہے' پانی خرید کر پینا پڑتا ہے یا dying sector میں ڈالنا پڑتا ہے لیکن صرف ایک چیز ہے کہ textile sector میں spinning کی capacity over grow کر گئی ہے۔ شاید یہ بھی مسئلہ ہے' اس کو بھی check کرنا چاہیے۔ بہرحال جتوئی صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور اس کو اگر seriously consider نہیں کیا گیا تو میں burst کا لفظ تو استعمال نہیں کرتا ہوں۔ It is a big word "burst". چیزیں burst نہیں ہوا کرتیں لیکن اس پر بڑے serious اثرات پڑ جاتے ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، جس طریقے سے ہماری major exports depend around cotton and textile. I think we refer the matter to the Committee concerned اور اس کی meeting immediately بلوائیں۔ Let the Minister come and explain. What do you recommend? اگر اس کی کمیٹی نہیں ہے تو کسی وزارت میں تو شامل ہو گا نا۔ Food and Agriculture میں تو ہو گا۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر ، ٹیکسٹائل کی کمیٹی ہے جناب ! لیکن آج تک اس کی

کبھی میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، بلوائیں جی اس کی کمیٹی کے چیئرمین کو۔ We can't wait امجد عباس علامہ کو بلوائیں کہاں ہیں وہ۔ جی جتوئی۔

Senator Asif Jatoi: Mr. Chairman, I believe that we do have a Textile Committee and I am very proud to say that in the last two years it has not met except for one time.

Mr. Acting Chairman: They are working very hard.

پھر تو یہی ہونا تھا۔ Work shows. We will have to get over these things.

سینیٹر احمد علی، وہ Opposition کے پاس ہے۔ ان کو دی ہوئی ہے کہ وہ اپنے لوگ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، یہ request ہے' Leader of the Opposition نہیں ہیں' please اپنے Chairmen Committees finalize کریں۔ ایک سال تو ہو گیا ہے اس نئی سینیٹ کا بھی۔ رضا صاحب میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس وقت 32 میں سے دس کمیٹیاں ایسی ہیں جن کے چیئرمین نہیں ہیں۔

Mr. Acting Chairman: I think Parliamentary Affairs Minister, Mr. Kamil Ali Agha

جو ہمارے Chief Whip بھی ہیں---' بیٹھنا پڑے گا انہی دنوں میں after the session. جی میڈم گلشن سعید۔

سینیٹر گلشن سعید، میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ اس وقت National Assembly کا اجلاس بھی نہیں ہو رہا تو اور آپ یہ دیکھئے کہ سینٹ کے اجلاس میں کوئی بھی وزیر حاضر نہیں سوائے جو پیچھے ایک بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ ذرا ان سب کو بلائیں۔ ہمیشہ سے یہ problem رہا ہے۔ اجلاس شروع ہونے سے پہلے آپ ذرا سب کو reminders بھیجا

کریں کہ یہاں پر آئیں۔

Mr . Acting Chairman: Yes , we will circulate it to the honourable Prime Minister. You are absolutely right madam.

رضا صاحب کا چھوٹا سا Point of Order ہے جی .please کہتے ہیں پنجابی میں "نکا نکا"۔

RE: PROBLEMS IN ISSUANCE OF N.I. CARDS IN BALOCHISTAN

سینیٹر رضا محمد رضا، کوئٹہ میں، پشین میں اکثر و بیشتر ضلعوں میں ہزاروں لوگوں کے شناختی کارڈ بنے پڑے ہیں۔ ان کے سوالات ہیں کہ medical certificate لاؤ، birth certificate لاؤ۔ وہ حقیقتاً شناختی کارڈ کو روکنے کا عمہ ہے۔ وہاں پر جو ڈی جی صاحب بیٹھے ہیں وہ دانستہ طور پر کوئی بات نہیں مانتے۔ ان کو وفود ملے ہیں، ثبوت دیے ہیں۔ ہم سب نے کہا ہے ایم این ایز نے، سینیٹرز نے، ایم پی ایز نے recommend بھی کیا ہوتا ہے، ان کی تمام formalities پوری بھی ہیں لیکن صوبے میں شناختی کارڈ بالخصوص پشتون علاقے کے تمام شناختی کارڈز کو روک کر رکھا ہوا ہے۔ تو اس سلسلے میں جناب! آپ کوئی ruling دیں کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم نے computerized شناختی کارڈ بنوانا ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب شناختی کارڈ کا محکمہ کونسی وزارت کے تحت ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! یہ interior Ministry ہے یا جو بھی ہے۔ جیسے واپڈا لا علاج ہے اسی طرح نادرا بھی ہے۔سارے فوجی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔ عوام کی کوئی بھی بات نہیں مان رہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شیر پاؤ صاحب سے پوچھتے ہیں۔ جی بی بی یاسمین شاہ۔ بی بی power glasses آپ نے پہن لیے ہیں۔ یہ کب سے آپ کو power glasses کی ضرورت پڑی، آپ ہمارے age group میں آگئی ہیں۔میرا خیال ہے کہ سائیں علی بخش صاحب سے بات کرنی پڑے گی۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: اچھا Sir, میرا بھی اسی سے related سوال ہے، رضا

صاحب کی میں بالکل حمایت کرتی ہوں کہ interior Sindh میں نادرا کے شناختی کارڈ کا جو process ہے یہ تھوڑا سا مشکل ہو گیا ہے اور لوگ بہت پریشان ہیں۔ خاص کر سندھ میں یہ بڑا problem آ رہا ہے اور نادرا نے وہاں پر بڑے مسائل کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ تو آپ کی طرف سے ruling آنی چاہیے کہ اس process کو بالکل easy کر دینا چاہیے۔ یہ اتنا مشکل تو ہے نہیں کہ شناختی کارڈ کے لئے بھی اگر birth certificate نہ ہو تو کہتے ہیں کہ اپنی مسز کو لے کر آؤ۔ اگر بیوی نے شناختی کارڈ دیا ہوا ہے بنانے کے لیے اور میاں اگر لینے جاتا ہے تو کہتے ہیں نہیں، آپ کے وہ سارے افراد جنہوں نے دیے ہوئے ہیں وہ سارے آئیں۔ آپ کی بیوی آئے، آپ کا میاں آئے، آپ کا فلاں آئے، آپ کا certificate چاہیے۔ بہت زیادہ انہوں نے مشکلات وہاں پر create کی ہوئی ہیں۔ تو یہ ذرا kindly دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ شیر پاؤ صاحب کے سامنے مسئلہ اٹھاتے ہیں۔ جی بی بی رتنا چاولہ صاحبہ۔

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ، شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں آپ کی توجہ کراچی میں street crimes کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ پچھلے دو دنوں کی Dawn Newspaper کی رپورٹ ہے جس کی cutting میں اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں اور میں آپ کے لیے پڑھتی ہوں۔ 68 deprived of vehicles, phones. یہ 25 تاریخ کی ہے۔ کراچی

November 25: 68 people were deprived of their cars, motor cycles and cell phones in various localities here on Sunday. Police forces said that 16 vehicles, six motor bikes were snatched at gun point or stolen.

جناب! یہ 26 تاریخ کی ہے

At least 34 vehicles and 69 mobile phones were taken away in different parts of the city on Sunday.

جناب! یہ کافی تشویشناک مسئلہ ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ زخم جب چھوٹا ہوتا ہے آپ اس کی اگر مرہم پٹی کریں تو اس کے ختم ہونے کے chances ہوتے ہیں۔ اگر اس کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ ناسور بن جاتا ہے۔ جناب! میں ---

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل ایسا ہے کیونکہ نیلوفر بختیار صاحبہ کا بھی آبپارہ سے موبائل چھین لیا گیا تھا وہ آکر بتائیں گی لیکن وہ واپس مل گیا تھا کیونکہ وہ زور آور ہیں ' ان کا قد کاٹھ بھی ہے ----

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ ، وہ منسٹر تھیں ان کو مل گیا جو غریب عوام ہیں ان کا کیا ہو گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم! ہم سادے لوگ کہتے ہیں جتنے زیادہ تھانے ' اتنے زیادہ --crime. It is to be linked with these *Thanas*. یہ آپ کے ذہن میں ہو - جتنے تھانے اس ملک میں کھلیں گے ' کرائم بڑھتا جائے گا - نادرا کے باہر بھی لوگ پیداگیری کرتے ہیں ناؤٹس لگائے ہوئے ہیں ادھر بھی پیداگیری ہوتی ہے - افسوس کے ساتھ یہاں کہنا پڑے گا-

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ ، تھانے کھولنے کا ذمہ دار کون ہے ان سے پوچھا جائے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین ، بالکل اگر شیرپاؤ صاحب ہوتے تو انہوں نے بتانا تھا- بہرحال نادرا کے بارے میں شیرپاؤ صاحب کو بلا رہے ہیں وہ بتائیں گے - جی میڈم رخسانہ زبیری صاحبہ -

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, 31 October کو ڈاکٹر اشفاق احمد نے جو Ministry of Finance کے Advisor ہیں ' یہ بتایا کہ Economic Coordination Committee of the Cabinet نے ایک refinery Al-Khalifa Hub یہ لگانے کے لئے approval دیا ہے- جناب ! refinery کے لئے پہلے 12 April کو ECC نے کوئی incentive package دیا تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ ہم زمین free دیں گے اور اس میں کہا گیا تھا کہ اگر یہ 2010 تک completion date ہوتی ہے' جناب! چھ ماہ میں اس decision کو change کیا گیا اور اس طرح change کیا گیا کہ بغیر کسی international bidding کے ' جناب ! international bidding کے لئے meetings میں

یہاں China Forum کے اوپر discuss ہو چکا تھا۔ International Bidders آئے تھے، آپ جانتے ہیں کہ International Bidders جب اس level کے project میں حصہ لیتے ہیں تو کتنا input انہیں چاہیئے ہوتا ہے۔ وہ یہاں آئے اور وہ Pak-China Forum پر یہ International Bidders کو present ہوا۔ اس کے بعد all of a sudden یہ فیصلہ International Bidders کو avoid کیا گیا اور Abu Dahbi کی ایک کمپنی ITIC کو یہ project دے دیا گیا۔ جناب! اس میں جو questions arise ہوتے ہیں وہ یہ ہوتے ہیں کہ ECC نے اپنا جو directive دیا تھا کہ اسے select کیا جائے International Bidding کے اوپر، وہ کیوں wave کیا؟ اس کے بعد incentives تھے وہ 2010 تک بنانے کے لئے تھے۔ وہ کیوں ختم کئے گئے wave کئے گئے؟ پاکستان کی position کیا ہوگی جب Investors contact کریں گے کہ جناب! آپ نے جو project float کیا تھا اس کا کیا status ہے، we are interested to come and bid, what will happen at that time?

جناب! دوسری بات یہ کہ اس refinery کی قیمت جو بتائی گئی ہے وہ 5 billion dollars بتائی گئی ہے اور اس refinery کی 200 thousand to 300 thousand capacity ہے۔ جناب! ہر چیز میں ہم بات کرتے ہیں انڈیا کی، انڈیا سے compare کرتے ہیں۔ جناب! انڈیا میں اس وقت جو refineries لگ رہی ہیں، Reliance Company لگا رہی ہے، گجرات میں refineries لگ رہی ہیں۔ وہ اس سے تین گنا زیادہ capacity کی refineries ہیں جو اتنے پیسوں میں لگ رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جناب! جو ہمارے لوگ shares خریدیں گے وہ ویسے ہی one third value کے shares خریدیں گے، ایک روپیہ کا وہ share جو لیں گے اس کی اصل قیمت 30 paisas ہو گی۔

جناب! ایک اور اہم چیز جس کا ہم جواب چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ privatisation strategy جو پاکستان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ideological based ہے اور ہمارا یہ conviction ہے کہ تمام جو units public sector میں ہیں، چاہے وہ نقصان والے units ہوں، strategic ہوں، non-strategic ہوں ان سب کو privatise کرنا ہے تو اس کے باوجود یہ ایک Pak-Arab Refinery جو اس کے ساتھ consortium بنا کر آ رہی ہے، جو public

sector company ہے وہ کیوں دوبارہ سے اس investment میں آ رہی ہے؟

These questions need to be answered and I would like some ruling on this.

Mr. Acting Chairman: No, no. It is very clear.

یہ مسئلہ اٹھا ہوا تھا اور بلوچستان کے لوگ بھی اس پر they raised their eyebrows. جیسے آپ لوگوں نے Greece Islands کے بارے میں point raise کیا ہے کہ وہ societies بن رہا ہے۔ So, this is separate. This matter is referred to the Committee on Petroleum and دلاور عباس انشاء اللہ next session میں اس کا حال احوال دیں گے۔ I think, we will end. Semee Siddiqui آپ کا آخری point of order ہے، then we will move on to the Agenda.

سینیٹر سمیں یوسف صدیقی: یہ topic تو گزر گیا بہرحال یہ شناختی کارڈ کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو شناختی کارڈ نہیں مل رہا۔

سینیٹر سمیں یوسف صدیقی: نہیں، مجھے نہیں مگر ہماری عوام کو نہیں مل رہا۔ کراچی کی ایک بہت بڑی آبادی ہے اورنگی ٹاؤن جہاں پر کہ repatriated Pakistanis رہتے ہیں، even جو cards expire ہوگئے، جن کی date گزر گئی وہ اس کی renewal کے لئے جاتے ہیں تو ان کو عملہ بڑا harass کرتا ہے۔ اس بناء پر ان کے passports نہیں بن سکتے، ان کے بچے یہاں ہوئے، ان کی شادیاں یہاں ہوئیں، وہ پوتے پوتیوں والے ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی وہ شناختی کارڈ کے لئے ثبوت مانگتے ہیں۔ مجھے اس سلسلے میں اپنا point ریکارڈ کروانا تھا۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: We will record it to Mr. Sherpao. Dr. Abdul Khaliq Pirzada.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب! یہ شناختی کارڈ کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ ہمارے ملک میں بہت سے غیر ملکی لوگ ہیں اور بہت سے لوگوں نے شناختی کارڈ بنوائے ہوئے ہیں جو کہ پاکستانی نہیں ہیں۔ لہذا اس کے لئے باقاعدہ کوئی کمیٹی بنائی جائے کیونکہ یہ شناختی کارڈ کا بہت نازک مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : یہ اختیار ہے members کا؛ میں تو دوں گا لیکن اپوزیشن کے ساتھ ایک understanding ہوتی ہے' وہ اس ہاؤس کی روایت ہے۔

سینیٹر گلشن سعید : سیکریٹری صاحب کو پتا ہے' Interior کی کمیٹی بنی ہوئی ہے اور rules کے مطابق کمیٹی کے تین members اجلاس بلا سکتے ہیں' اس میں ہم یہ سارے مسئلے لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : لگتا ہے ultimately یہی کرنا پڑے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : جناب چیئرمین! کمیٹی کے مسئلے پر اس طرح نہ کریں' rules کے مطابق کریں' یہ کوئی طریقہ نہیں جو کہ محترمہ suggest کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی ہاں جو rules کے مطابق ہو گا' وہ ہو گا۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین! یہ Rule 140 ہے' Sub-rule 2 کا proviso ہے۔

Provided that any subject not so assigned or the subjects assigned to any Ministry for which a Standing Committee has not been substituted shall be dealt with the Standing Committee dealing with Parliamentary Affairs.

کوئی بھی کمیٹی موجود نہ ہو تو یہ committee اس کے لئے ہے' آپ اس کو refer کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک مسجد کا مسئلہ ہے' مسجد دارالسلام G-6/2 کا مسئلہ ہے جس کا sui gas کا connection منقطع کیا گیا ہے اور انہوں نے bill جمع کرا دیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور مجھے آپ سے توقع ہے کہ وہ فوراً connection بحال کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی یہ دے دیں۔ یہ ہوا ہو گا کہ سردیاں آ گئی ہیں' connection کاٹا ہو گا' heaters, Gysers زیادہ چلا رہے ہوں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : اوقاف والے bills late دیتے ہیں' ان کو ہدایت

کریں کہ bills جلدی دیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، او قاف والوں کے اپنے bills clear نہیں ہوتے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، Bill جمع ہو گیا ہے لیکن وہ پھر بھی connection بحال نہیں کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، استنجا، وضو کے لئے زیادہ گرم پانی استعمال ہو رہا ہے، اس لئے مسئلے بڑھ گئے ہیں۔ جی ساجد میر please بسم اللہ۔

DISCUSSION ON BOMBING IN BAJOURE

سینیٹر پروفیسر ساجد میر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! 30 اکتوبر کو باجوڑ میں 80 سے زیادہ طلبا اور افراد کی شہادت اور اس کے بعد درگئی میں 40 سے زائد نوجوانوں کی شہادت، دونوں انتہائی دلدوز اور غم انگیز سانحے ہیں۔ ان دونوں کا درد، یہ دونوں چوٹیں، صرف صوبہ سرحد نے نہیں، صرف قبائل نے نہیں، سارے پاکستان نے، سارے پاکستانیوں نے محسوس کی ہیں۔ باجوڑ میں ہمارے ساتھیوں کو، ہمارے قائدین کو نہیں جانے دیا گیا لیکن media پر، TV پر بچوں کے جوتے، کپڑے، قرآن پاک جلے ہوئے اوراق کو دیکھ کر ہر مسلمان کا، ہر پاکستانی دل خون کے آنسو روتا رہا۔ یہ بچے اور ان میں چند بالغ افراد اگر تھے، جناب چیئرمین! یہ پاکستان کے باغی نہیں تھے، پاکستانی مسلح افواج سے ان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ اس دلدوز سانحہ کے بعد، اس واقعہ کے بعد ان پر الزام یہ عائد کیا جا رہا ہے کہ دہشت گرد تھے۔ جناب چیئرمین! یہ کیسے دہشت گرد تھے کہ جن کی شہادت کے بعد اس premisis سے، پوری building سے کوئی ہتھیار، کوئی ایک ہتھیار بھی برآمد نہیں ہوا۔ یہ کیسے دہشت گرد تھے کہ ان میں مرنے والوں، شہید ہونے والوں میں کسی غیر ملکی کی لاش نہیں ملی۔ جناب! یہ کیسے دہشت گرد ہیں جو افغانستان سے دس، بارہ کلو میٹر دور صرف training لے رہے تھے اور وہ بھی ایک آبادی والی جگہ میں، کھلی جگہ میں training لے رہے تھے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ سال بھر یا کم از کم جولائی کے مہینے سے اس مدرسے کی، ان لوگوں کی نگرانی ہو رہی تھی۔ جناب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس نگرانی کے بعد کتنی مرتبہ اس مدرسے کے منتظمین کو warning دی گئی، کتنی

جناب قائم مقام چیئرمین ، پیرزادہ صاحب ! بیٹھیں - میں یہ Interior Committee کو refer کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے چیئرمین بھی نہیں ہیں اور نہ کمیٹی بیٹھی ہے تو ہمارا جو آدھا ہاتھ ہے وہ کام نہیں کر رہا۔ اگر کمیٹی کے چیئرمین ہوتے تو ان کو refer کر دیتے، وہ inquire کرتے، لوگوں کو بلواتے، افسروں کی پیشیاں ہوتیں ہیں، جب آفیسر پیش ہوتے ہیں تو بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، جناب ! ایک گزارش ہے کہ کل آپ نے ایک point of order Establishment Committee کو refer کیا تھا لیکن ابھی تک اس کمیٹی کا کوئی چیئرمین نہیں ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اس کے لئے آپ کی chairmanship کے under ایک special committee بنائی جائے - یہ بڑا important issue ہے تاکہ وہ resolve ہو سکے اور اس مسئلے کو جلد از جلد دیکھا جا سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، میرے خیال میں کل نیازی صاحب نے کہہ دیا تھا کہ he is going to Establishment Committee.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، جی جناب ! نیازی صاحب agree ہیں لیکن Establishment Committee کا چیئرمین نہیں ہے لہذا' اس کے لئے آپ ایک اور کمیٹی بنائیں اور آپ خود اس کو chair کریں۔ نیازی صاحب آ جائیں گے تو اس پر بات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، کامل آغا صاحب' نیازی صاحب اور آپ خود اس میں ہو جائیں اور treasury benches سے ایک اور دوست کو لے لیں جب تک کہ وہ آئیں' بعد میں order کرتے ہیں' in lieu of that committee.

Senator Hamidullah Jan Afridi: Right sir.

سینیٹر احمد علی، جناب! business پر آئیں' کافی وقت ہو چلا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی ہاں business پر آ رہے ہیں۔

سینیٹر احمد علی، پھر ہم دوپہر کو چلے جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، نہیں ، نہیں ، آپ کیسے جائیں گے ، you will be

بس اسمٰعیل بلیدی صاحب! آگے بڑھتے ہیں، تقریر میں کہہ taking the night flight away. دیجئے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بولیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! گزشتہ اجلاس میں آپ نے PIA کے حوالے سے کہا تھا کہ Standing Committee اس مسئلے کو لے لے۔ اس دفعہ Turbat to Sharja, Gwadar to Muscat fowker flight service شروع ہو چکی تھی لیکن ملتان کے واقعہ کے بعد اس کو بند کیا گیا اور ہمیں Defence Standing Committee میں PIA کے چیئرمین نے surety دی اور written بھی دیا کہ نومبر میں جب بھی نئے جہاز ملیں گے تو سب سے پہلے priority Makran to Dubai and Muscat کو دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح ہے، میں نے بھی یہی سنا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اب ATR مل چکا ہے، انہوں نے سب سے پہلے Gilgit route کو launch کیا ہے اور انہوں نے Turbat to Sharja and Gwadar to Muscat کو چھوڑ دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس پر دوبارہ ruling دیں تاکہ Defence Committee اس کو جلداز جلد لے لے اور PIA کے چیئرمین کو بلا کر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ special invitation پر آئیں 6 دسمبر کو Defence Committee کی meeting ادھر ہی ہے۔ شکریہ۔ جی ساجد میر صاحب! بسم اللہ کریں debateپر۔ میڈم گلشن! آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، آپ نے دیکھا ہے کہ کئی points of order Interior Ministryسے متعلق ہیں، کمیٹی بنی ہوئی ہے اور ہم اس کمیٹی کے ممبر ہیں، اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم تین members کمیٹی کا اجلاس بلالیں اور اس میں سے ایک کو Chairman select کر لیں۔

اس ستمگر سے یہی توقع ہو سکتی تھی۔ یہ بے بنیاد دعویٰ کر کے کہ بمباری تو ہم نے خود کی، بظاہر اس سوال سے تو حکومت بچ گئی کہ اگر حملہ امریکہ نے کیا تو آپ نے احتجاج کیوں نہیں کیا۔ بظاہر sovereignty کو مجروح کرانے کے الزام سے بچ گئی مگر دنیا کے باخبر لوگ اور پاکستان کے ذی شعور شہری شواہد کی بنیاد پر یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ حملہ امریکہ نے نہیں، پاکستان نے کیا ہے۔ البتہ پاکستان نے یہ جو مضحکہ خیز دعویٰ کیا ہے، اپنے سر الزام لیا ہے، اس سے جناب چیئرمین! دو بڑے نقصان ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ حکومت پاکستان نے عملاً اس الزام کو تسلیم کر لیا جو کرزئی، NATO forces والے اور امریکہ لگا رہے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی کی training دی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بڑا قابل غور مسئلہ ہے، وہ الزام لگاتے تھے، ہم تردید کرتے تھے۔ اب ہم نے خود مان لیا ہے کہ training ہوتی ہے، ہو رہی تھی اس لیے بمباری ہوئی۔ دوسرا بڑا نقصان یہ ہوا کہ یہ معاملہ یہاں ختم نہیں ہو گا۔ کل NATO, امریکہ اور افغانستان والے مطالبہ کریں گے، وہ تو جانتے ہیں، وہ کہیں گے کہ اچھا اس دفعہ تو امریکہ نے کیا ہے اب آپ خود کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو امریکہ دوبارہ آئے گا اور دوبارہ یہی کارروائی کرے گا۔ Sovereignty کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ، اپنی حاکمیت اعلیٰ سے عملاً دستبردار ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی موجودہ فوجی حکومت نے، بلکہ کہنا چاہیے کہ جنرل پرویز مشرف نے ایک دفعہ پھر یہ ثابت کیا ہے کہ انہیں ملکی وقار کی پرواہ ہے اور نہ ہی اپنے شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کی پرواہ ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے اس ملک میں رحم ہے تو طاہر حسین کے لیے ہے۔ کیونکہ وہ برطانوی شہری ہے۔ رحم اس جمشید کی ماں کے لیے نہیں ہے۔ بوڑھی ماں کے لیے، جسے طاہر حسین نے قتل کیا۔ اس جمشید کے چچا کے لیے نہیں ہے جو اٹھارہ سال تک قانونی جنگ لڑتا رہا اور اب اس طاہر حسین کو صرف برطانوی شہری ہونے کے ناتے سے باہر بھیج دیا گیا ہے۔ اندازہ کریں اس فرق کا، زمین و آسمان کا فرق ہے جناب چیئرمین! کہ برطانیہ ایک ایسے شہری کو جو originally وہاں پیدا نہیں ہوا، son of the soil نہیں ہے، وہاں کی شہریت رکھتا ہے، اس کے لیے انہوں نے زمین آسمان ایک کر دیا۔ زمین آسمان کے قلابے ملا دیے اور کہا کہ اس کو چھوڑو اور چھڑوا کر دم لیا اور ہم ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے چھ سات سو افراد کو گرفتار کر کے

گوانتاناموبے بھیجتے ہیں ۔ افغانستان میں بھیجتے ہیں ۔ ان کے پیسے' ان کی رقم وصول کرتے ہیں اور جیبوں میں ڈالتے ہیں ۔ کتنا فرق ہے ؟ کہ وہ اپنے ایک شہری کے لیے اتنی کوشش' اتنی توجہ ' اتنی محنت کرتے ہیں اور ہم اپنے سینکڑوں شہریوں کو اپنے ہاتھوں سے دوسروں کے حوالے کرتے ہیں تاکہ جو ظلم ممکن دنیا میں ممکن ہے' ان پر ڈھایا جا سکے ۔ یہاں رحم ان امریکیوں پر کیا جاتا ہے جو اس وہم کا شکار ہیں کہ ان پر کسی وقت حملہ نہ ہو جائے اور اس وہم کی وجہ سے وہ ایک pre-emptive attack کا جعلی نظریہ' ایک ظالمانہ نظریہ انہوں نے بنایا ہے ۔ ان کے لیے رحم ہے کہ ان پر شاید حملہ نہ ہو جائے ۔ دہشت گرد یہاں ٹریننگ حاصل کر کے وہاں حملہ نہ کر دیں ۔ ان پر رحم ہے ۔ لیکن اپنے معصوم' مظلوم شہریوں کے لیے کوئی رحم نہیں ہے ۔

یہاں یہ تحفظ خواتین کے نام سے جو بل پیش ہوا' اس سلسلے میں ایک محترمہ نے بڑا زور دے کر کہا کہ جب میں زعفران بی بی کو ملنے گئی تو یہ لوگ کہاں تھے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اسفندیار ولی ' جب قاضی حسین احمد' جب وہ گئے اظہار ہمدردی کرنے کے لیے ان شہیدوں سے جو باجوڑ میں شہید ہوئے' تو یہ کہاں تھے ؟ اور دوسری بات یہ کہ ان کو روکا کیوں گیا؟ ان کو ان سے اظہار ہمدردی سے روکا کیوں گیا؟ ان کو کیوں منع کیا گیا؟ یہ کہاں کی ہمدردی ہے؟ جو زعفران بی بی سے ہمدردی کرے' اس سے ہمدردی' لیکن ان درجنوں ماؤں' بیٹیوں' بہنوں سے کیوں ہمدردی نہیں؟ جن کے گھروں کے سربراہ راتوں کو اٹھائے گئے ۔ سالوں سے ان کا پتہ نہیں ہے۔بار بار ان کا مسئلہ اسمبلی میں آتا ہے' ایوانوں میں آتا ہے' دوسرے forums پر آتا ہے ' میڈیا میں آتا ہے' پریس والے چیختے چلاتے ہیں' ان کی ہمدردی میں آواز اٹھاتے ہیں' لیکن کوئی پرسان حال نہیں ہے ' کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ' کوئی بتانے والا نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ زمین ان کو کھا گئی یا آسمان ان کو نگل گیا۔ ان کے لیے ہمدردی کیوں نہیں ہے ۔ یہ خاص لوگوں کے لیے' وہ خواتین اور وہ مرد جن پر درست یا غلط الزام لگا بدکاری کا' زنا کا' ان کے لیے بڑی ہمدردی ہے۔ لیکن وہ جو سینکڑوں مارے گئے' جو سینکڑوں گوانتاناموبے میں بھیجے گئے' جو درجنوں اور بیسیوں اٹھا کر لے گئے رات کی تاریکیوں میں' بلکہ سینکڑوں کہنا چاہیے' ان کے لیے ہمدردی کیوں نہیں ہے ؟ حقیقت یہ ہے جناب چیئرمین! اس حکومت کی پالیسی کا کوئی ہدف نہیں ہے ۔ صرف ایک ہدف ہے کہ امریکہ کو راضی کیا جائے ' امریکہ کو راضی رکھا جائے تاکہ اپنا

مرتبہ ان سے بات کی گئی۔ ان کے منتظم جو مولوی لیاقت اللہ صاحب تھے، ان سے اسی روز معاہدہ ہونے جا رہا تھا، اگر وہ دہشت گرد تھے اور دہشت گردوں کو پناہ دینے والے تھے اور training دینے والے تھے تو ان سے معاہدے کی بات کیوں کی گئی ۔ کتنی بار ان کی گرفتاری کی کوشش کی گئی، یہ سوال حل طلب ہیں، جواب طلب ہیں۔

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہماری فوج کے لئے اور commandos کے لئے 80 افراد کو قابو کرنا، کیا ناممکن تھا، کیا بہت مشکل تھا؟ انہوں نے اس کے لئے زمینی کارروائی کیوں نہیں کی، ان لوگوں کو گرفتار کر کے قانون کے حوالے کیوں نہیں کیا، ان پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا گیا۔ اس سلسلے میں ایک newspaper میں کسی نے اس بات کا، اس واقعہ کا بڑا اچھا تقابل کیا ہے، comparison کیا ہے۔ ایلیس ونڈر مشہور ناول سے، اس ناول میں ملکہ عالیہ فرماتی ہیں کہ فلاں آدمی کو قتل کر دو، پھانسی چڑھا دو، درباری بڑے ادب سے عرض کرتے ہیں کہ محترمہ اس مقدمہ کو تو چلا لیں، ارشاد ہوتا ہے کہ قتل کرو، اس کے بعد مقدمہ بھی چلا لیں گے۔ ان بے گناہ افراد سے یہی ہوا کہ ان کے قتل کے بعد اب باتیں ہو رہی ہیں کہ وہ دہشت گرد تھے، وہ training لے رہے تھے، وہ خودکش حملوں کی تیاری کر رہے تھے۔ اصل میں یہ سب جھوٹے بہانے، بے بنیاد باتیں یہ واضح کر رہی ہیں، بتا رہی ہیں کہ حملہ پاکستان نے نہیں کیا، امریکہ نے کیا ہے۔

میرا قاتل انہیں کہتے ہیں سب اور ٹھیک کہتے ہیں
قسم سو بار وہ کھائیں، قسم کھانے سے کیا ہوگا

تقریباً ایک سال پہلے قبائلی علاقے کے ایک گاؤں "ڈاما ڈولا" میں جیسا کہ میرے ساتھیوں نے بات کی، بمباری ہوئی۔ ہم نے کہا کہ ہم نے شدید احتجاج کیا ہے، امریکہ سے بیان آیا، ہاں! ہم نے بمباری کی ہے اور آئندہ بھی ضرورت پیش آئی تو کریں گے اور یہاں امریکی سفیر نے کہا کہ مجھ سے تو کسی نے کوئی احتجاج نہیں کیا، مجھ سے تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ اس مرتبہ حکومت نے technique بدل دی۔ انہوں نے احتجاج کرنے یا نہ کرنے کا ٹینٹا، قصہ ہی ختم کر دیا۔ یہ الزام اپنے سر لے لیا تاکہ یہ کہہ ہی نہ سکیں کہ امریکہ نے حملہ کیا ہے، آپ نے احتجاج کیوں نہیں کیا اور حقیقت یہ ہے جناب چیئرمین! کہ امریکہ کو شمالی وزیرستان میں جو معاہدہ ہوا وہ

پسند نہیں تھا اور وہ ایسے مزید معاہدوں کا راستہ روکنا چاہتا تھا' اس سلسلے میں اپنی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : کوئی بھی منسٹر موجود نہیں ہے' جب اس subject کو اتنی اہمیت نہیں دیتے تو پھر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ruling دیں اور سختی سے کہیں کہ یہ House ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آ جاتے ہیں' تھوڑا problem بھی ہوتا ہے۔ جیسے میں بھی diabetic ہوں' مجھے بھی اٹھنا پڑتا ہے' میں بیٹھا رہتا ہوں۔ شیر افگن نیازی صاحب نے دل کا آپریشن کرایا ہوا ہے' ذرا اٹھ کر جانا پڑتا ہے۔ وہ وہاں سن رہے ہیں mike on ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : اسی (80) منسٹر ہیں اور یہاں پر دو منسٹر بھی نہ ہوں' کیا سب کو بیماری ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین : بلوا رہے ہیں۔ اکثر کو بیماری ہو گئی ہے' election year آ رہا ہے۔ They are coming.

سینیٹر پروفیسر ساجد میر : امریکہ کو یہ معاہدہ پسند نہیں تھا' اس پر اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ افغانستان میں اپنی ناکامیوں کا غصہ غریب' مجبور و مظلوم قبائلی عوام پر اتار رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : وہی بلوچستان کا ہی واپس آئے' یاد رکھنا۔ ہم لوگ حاضر ہیں۔ جی فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر : جناب چیئرمین! یہ اس نام نہاد امریکہ دوستی کے تلخ ثمرات ہیں جو اب پاکستان کو مل رہے ہیں۔ یہ حقیقت میں پاکستان اور امریکہ کی دوستی نہیں ہے' صرف بش اور مش کی دوستی ہے۔ اس کے تلخ ثمرات پاکستان کو مل رہے ہیں۔ امریکہ سے اس کے علاوہ اور کیا توقع رکھی جا سکتی ہے!

کام اس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہاں میں
لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر

اقتدار محفوظ رہے ۔ اس کے سوا کوئی ہدف نہیں ہے اور امریکہ جو چاہتا ہے ان سے منواتا ہے ۔ یہ کہتے ہیں یہ پوری جنگ دہشت گردی کے خلاف ، دہشت گردوں کے خلاف ہم اپنے مفاد میں لڑ رہے ہیں ۔ اس میں پاکستان کا کوئی مفاد نہیں ہے کہ اس کے لئے وزیرستان میں، باجوڑ میں بمباری کی جائے۔ کوئی مفاد نہیں کہ اس کے لئے بلوچستان کے حالات خراب کئے جائیں۔اس میں کوئی پاکستان کا مفاد نہیں ہے۔اور دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ لڑنے والوں کو، اور اس جنگ لڑنے والوں کی پاکستان میں اور elsewhere دوسری جگہ مدد کرنے والوں کو کوئی یہ بتانے والا نہیں۔ کوئی انہیں یہ احساس دلانے والا نہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا یہ طریقہ انتہائی غلط ہے۔ انتہائی غلط ہے۔ Counter productive ہے یہ طریقہ کہ جس کو آپ دہشت گردی کہتے ہیں اس کا علاج مزید دہشت گردی سے، اس کا علاج ریاستی دہشت گردی سے کیا جائے۔ Terrorism کو state terrorism سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ مظلوم لوگوں کو انصاف دینے کی بجائے آپ ان پر مزید ظلم کریں اور پھر توقع رکھیں کہ ان میں دہشت گرد پیدا نہیں ہوں گے یا مجاہد پیدا نہیں ہوں گے۔

ان میں مجاہد پیدا ہوں گے۔اگر آپ ظلم کو جاری رکھیں گے اور اگر ظلم کو نہیں روکیں گے اگر آپ ظالم کا ہاتھ روکنے کی بجائے اس کا ساتھ دیں گے۔ اس کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے ہوں گے۔ تو اس کہ نتیجہ یہی ہو گا کہ مزید مجاہد پیدا ہوتے رہیں گے جن کو آپ دہشت گرد کہیں گے۔اور وہ آپ کے خیال میں دہشت گردی کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ اس کا علاج پوری دنیا میں سب مظلوموں کو اور امت مسلمہ کو جو سب سے زیادہ ظلم کا شکار بنائی جا رہی ہے۔ اس کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ جب تک انصاف نہیں دیا جاتا، آپ دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ واقعات جو ہو رہے ہیں یہ ہمارے لئے یاد دہانی ہے ایک reminder ہے۔ ہم آج بھی رک کر سوچیں کہ امریکہ کا ساتھ دیکر ہم نے اس نام نہاد جنگ میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ اپنے کتنے شہریوں پر اور افغانستان کے کتنے شہریوں پر، عراق کے کتنے شہریوں پر ظلم میں ہم شریک ہوئے، براہ راست ظلم کیا۔ بیٹھ کر سوچیں لیکن سوچیں جناب چیئرمین وہ جن میں سوچنے کی صلاحیت موجود ہو۔ جس کے سامنے ایک ہی ہدف ہو۔ سب سے پہلے پاکستان نہیں، سب سے پہلے میں، سب سے پہلے میرا اقتدار، سب سے پہلے میرے

کرسی، جس کے پاس یہ ہدف ہو وہ کب سوچے گا، کیسے سوچے گا، کیوں سوچے گا۔ لیکن ہم کو سوچنا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم کو سوچنا ہے اور ان کو بتلانا ہے۔ اس حکومت کو، اس فوجی حکومت کو بتلانا ہے۔ کہ ان کی پالیسی سرے سے غلط ہے، بنیاد سے غلط ہے۔ اس کا کوئی ہدف نہیں سوائے اس ہدف کے جس کا میں نے ذکر کیا۔ اپنی کرسی کو محفوظ رکھنے کے لئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین! شکریہ جی

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: اور اتنا محدود ہدف جب کوئی حکمران طے کر لیتا ہے۔ تو یہ قوموں کی، ملکوں کی انتہائی بدقسمتی ہوتی ہے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: thank you بہت مہربانی۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

He takes the floor.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! گو کہ---

جناب قائم مقام چیئرمین: معذرت کے ساتھ دس دس منٹ کریں کیونکہ ابھی بھی آدھے سے زیادہ speaker رہ گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: گو کہ مجھے اس issue پر بولنا نہیں تھا۔ لیکن کل جو ہمارے ایم ایم اے کے کچھ دوستوں نے کچھ ہم قوم پرستوں پر، میں ان کو الزام نہیں دوں گا کیونکہ انہوں نے سچ بولا تھا اور جب افغانستان war چل رہا تھا۔ تو ہم نے واقعتاً اور حقیقتاً سویت یونین کو support کیا تھا۔ ہم نے روس کو اس لئے support کیا کہ ہم اس فلسفے سے اتفاق رکھتے تھے جس کا منبع طاقت کا سرچشمہ عوام تھا اور دنیا میں دولت کا جو غیر منصفانہ نظام تھا اس کے خلاف ہم نکری طور پر یہ سمجھتے تھے کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن کیا ہمارے علماء کرام اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ جو پاور گیم تھا افغانستان جو کسی زمانے میں بفرزون تھا between سلطنت برطانیہ اور زار روس کے درمیان۔ جب اس کی وہ بفر حیثیت ختم ہوئی تو یہاں امریکہ کی سربراہی میں، جو ویسٹرن قوتیں تھیں ان لوگوں نے یہاں افغانستان کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اور اس جہاد میں اسلام کو بطور ایندھن استعمال کیا۔ اور مشاہد صاحب بیٹھے ہوئے ہوں گے وہاں پر میں اس

کو quote کروں گا کہ بقول مشاہد حسین صاحب اس جنگ میں ہم نے 80 ہزار پاکستانیوں یا افغانوں کو اور ۳۰ ہزار عربوں کو جھونکا جس پر 34 سے 42 بلین ڈالر خرچ ہوئے اگر میں صحیح ہوں لیکن میں نے امریکی CIA کی جو رپورٹ پڑھی تھی اس میں یہ کہا گیا تھا کہ 72 بلین ڈالر ہم نے افغان war پر خرچ کیے ہیں، سعودی عرب کے ۲۰ اور یورپین یونین کے ۱۵ ارب ڈالر کے علاوہ۔ یہ وہ حقائق ہیں جو ہم سمجھتے ہیں کہ آج ہم جب ان چیزوں پر سوچتے ہیں کہ درگئی میں، باجوڑ میں یہ کیوں ہو رہا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں میرے خیال میں یہاں جو ہمارے دوست ہیں کہ بات کہتے بھی ہیں اور نہیں بھی کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جی ہمیں درگئی میں یا باجوڑ میں فوج نے نہیں مارا ہمیں امریکہ نے مارا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب بہانگ دہل یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اتحادی ہوں - west میں terrorism کے خلاف جو جنگ شروع کی گئی ہے میں اس کا بھرپور ساتھ دوں گا اور اس کے باوجود ہم اس خوش فہمی میں ہیں کہ جی ہمیں فوج نے نہیں مارا ہے - یہ تو پرویز مشرف ہے۔ ہمارے دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آزاد ہیں ہم sovereign ہیں ؛ کہاں ہے sovereignty ؛ گزشتہ 48/50 سالوں سے کیا پاکستان کی sovereignty کی جو روح ہے۔ وہ واشنگٹن میں نہیں ہے ؛ ہماری معاشی پالیسیاں وہاں نہیں بنتی ہیں ہماری سیاسی پالیسیاں وہاں نہیں بنتی ہیں ؛ ہمارے اقتدار اعلیٰ کا منبع وہ نہیں ہے ؛ کہ کیا ان نفرتوں کو ہم مانگتے نہیں ہیں؟ کیا یہاں پر سینٹو اور سیٹو، جتنے فوجی معاہدات تھے، سامراجی قوتوں کے حوالے سے جو نہیں ہیں اور بدقسمتی سے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم طالبان کو مار دیں گے ہم القاعدہ کو مار دیں گے اور ہم دہشت گردوں کو مار دیں گے۔ اس کے باوجود ہمارے دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں نہیں مارا، وہ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ نے مارا ہے۔ اس پر کتابیں آئی ہیں۔ جنرل صاحب نے خود کتاب لکھی ہے۔ یہ سب چیزیں حقائق ہیں کہ اس وقت یہاں پر آمر، امریکہ کے ساتھ مل کر وہ تمام اقدامات کر رہے ہیں، ہمارے دوست اس کا نام لیتے ہوئے معذرت خواہانہ اختیار کر رہے ہیں۔ یا تو یہ ہے کہ آپ straight forward کہیں کہ طالبان جو کچھ کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں۔ ہم اس کو support کرتے ہیں یا اگر طالبان غلط کر رہے ہیں تو آپ اس کو deny کریں۔ شیرانی صاحب کہتے ہیں کہ مسجد پر جو بمبارمنٹ ہوئی ہے وہاں القاعدہ اور طالبان موجود تھے۔ اگر میں اس کو miss نہیں کر رہا ہوں، ہمارے دوست یہ کہتے ہیں

کہ نہیں جی! وہاں ہم شہری تھے۔ میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ موجودہ جو آمر ہے، جو جنرل ہے وہ امریکی ایجنڈے کو من وعن آگے لے جا رہا ہے۔ اس کے سامنے جو بھی آ جاتا ہے اس کو وہ crush کر رہا ہے۔ اب میں کہوں گا کہ بلوچستان میں فوجی آپریشن ہے لیکن فوج نہیں ہے، جنرل مشرف ہے۔ کور کمانڈروں کو پتا نہیں اور possibly ہمارے دوست کہتے ہیں کہ جی: نہیں، نہیں یہ تو جنرل مشرف ہی کر رہا ہے، کور کمانڈر صاحبان کو پتا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ ایک ادارہ ہے اس ادارے کے جو فیصلے ہوتے ہیں ان فیصلوں کو مشترکہ طور پر وہ آگے لے جاتے ہیں۔

یہ اپنے آپ کو خوش فہمی میں رکھنا ہے کہ نہیں جی مجھے کور کمانڈروں نے نہیں مارا ہے یہ تو صرف جنرل مشرف صاحب نے ہمیں مارا ہے۔ میں ایم ایم اے والوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس خوش فہمی سے ہم نکل جائیں جو حقائق ہیں ان حقائق کو ہم سامنے رکھیں اور ان پر چلیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ Media کے دوستوں سے ذرا گزارش ہے کہ وہ restive نہ ہوں تھوڑا attentive ہوں۔ جی مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! اس کے ساتھ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اب ایک بنیادی مسئلہ جو اس ملک میں ہے کہ پچاس سال سے ہماری خارجہ پالیسی کا منبع امریکہ تھا۔ آہستہ آہستہ shift ہو رہی ہے China کی جانب۔ یہ ایک دکھتی رگ ہے۔ اب اس کو کس طرح لے لیں گے اور اس میں چلو اس حد تک تو امریکہ کو آپ راضی کر سکتے تھے اور وہ جو بھی فرمائش کر لیتا تھا جیسا کہ ڈاکٹر قدیر خان کو پکڑنا ہے تو پکڑ لو۔ بم کو cape کرو تو cape کیا، وزیرستان میں حملہ کرو تو آپ نے حملہ کر دیا لیکن ایک جگہ جب آئے گی جب آپ کی خارجہ پالیسی slowly, slowly وہ twist ہوگی تب آپ کیا کریں گے۔ یہ ایک مشکل ہے جو اس ملک کے لئے ہے کیونکہ پچاس سال سے ہماری خارجہ پالیسی کا جو منبع رہا ہے وہ امریکہ تھا۔ جو بھی اس نے کہا ہے وہ ہم نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ جناب! میں آپ کی اجازت سے ایک اور اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تھوڑا وقت کا خیال رکھیئے گا کیونکہ اور بھی کافی

speakers ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، بالکل وقت کا خیال رکھوں گا۔ وہ یہ کہ ہم نے بڑے جذبے سے، بڑے شوق سے میثاق جمہوریت کی حمایت کی۔ ہم نے اس لئے میثاق جمہوریت کی support کی کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں سب سے بڑا مسئلہ عوام کے اقتدار اعلیٰ کا ہے۔ اقتدار اعلیٰ گروی ہے Establishment کے ہاتھوں، پچاس سالوں سے یرغمال ہے۔ پہلی دفعہ written shape میں یہاں دیا گیا ہے کہ ہم عوام کی طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم فوج کے ساتھ کسی بھی حوالے سے ڈائیلاگ میں نہیں جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج میں یہ حق رکھتا ہوں کہ آج محترمہ کا جو بیان آیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہوں گے کہ موجودہ حکومت جو بھی عوامی مفادات میں کام کرے گی ہم اس کو support کریں گے۔ مجھے اس بیان نے بہت hurt کیا ہے۔ بحیثیت سیاسی کارکن کے۔ بقول کسی شاعر کے کہ

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے

دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا

ہم خوش تھے کہ میثاق جمہوریت عوام کی بالا دستی کو اس ملک میں قائم کرے گا۔ یہاں جو محلاتی سازشیں ہو رہی ہیں اقتدار اعلیٰ کے لئے اس سے لوگوں کی گلو خلاصی ہوگی۔ میں پھر یہ repeat کروں گا کہ خدا کرے میرے پیپلز پارٹی کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ statement غلط ہو لیکن اب بھی اگر ہم یہ کہیں گے کہ اس ملک کے اقتدار اعلیٰ کے مالک عوام نہیں ہیں، اس ملک کے اقتدار اعلیٰ کا مالک جو کہتے ہیں یا تو واشنگٹن ہے یا GHQ ہے۔ میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ جب تک یہ اقتدار اعلیٰ کا مالک ہے اس ملک میں یہی حال ہوگا، بدتر حالت ہوگی، یہاں کوئی انصاف نہیں ہوگا، کوئی معاشی پیش رفت نہیں ہوگی اور یہاں پر قوموں کے درمیان، جو عوام کے درمیان نفرتیں ہیں وہ مزید وسعت میں جائیں گی۔ خدا را! عوام کی طاقت پر بھروسہ کرو اور ہم ان آمروں کو بڑے دو ٹوک انداز میں کہیں کہ آپ الیکشن کروا لیں اور اقتدار عوام کے نمائندوں کو دیں۔ وہ نمائندے جو بھی ہوں لیکن اگر کسی نے جا کر کسی حوالے سے، پھر اسی سرکل میں جو پچاس سے چلا آرہا ہے، شرکت کی تو میں سمجھتا ہوں اس ملک کے عوام کے ساتھ

انتہائی زیادتی ہوگی۔ میری اپنے دوستوں سے گزارش ہے کہ خدا را! ہم جو جدوجہد عوام کی بالادستی کے لیے کر رہے ہیں، ڈکٹیٹرز کی حکومتوں سے ہمیشہ کے لیے جان چھڑانے، ان سے گلوخلاصی کے لیے کر رہے اس میں تیزی لائیں بجائے اس کے کہ ہم compromise میں چلے جائیں۔ آج مشرف صاحب کہتے ہیں کہ میں انتہا پسندوں، دہشت گردوں، علیحدگی پسندوں کو ماروں گا۔ اب ہمارے علماء صاحبان کی باری بھی آ رہی ہے، نیازی صاحب نے کہا ہے کہ داڑھی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، داڑھی کا مسئلہ ہے، کیوں نہیں ہے۔ پاکستان کو جس pattern پر لے جایا جا رہا ہے۔ جیسے ضیاء الحق نے Islamization کے نام پر حکومت چلائی، اب liberalism کے ساتھ جو یہ آمر کر رہے ہیں، اس کا حشر بھی وہی ہوگا جیسا کہ ضیاء الحق نے Islamization کے ساتھ کیا۔ خدا را! میری پاکستان کی mainstream political parties سے گزارش ہے کہ اگر میرا تجزیہ غلط ہے، خدا کرے کہ وہ غلط ہو، اگر پھر ہم نے، انہی پارٹیوں نے جنہوں نے جمہوریت کی بالادستی کے لیے، فوج سے گلوخلاصی کے لیے میثاق جمہوریت پر دستخط کیے اگر وہ اس سے betray کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوگا۔ ان ہی گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ڈاکٹر نیازی صاحب نے مولانا شیرانی صاحب کا نام لے کر کہا کہ انہوں نے بیان دیا تھا کہ جس مسجد پر حملہ ہوا ہے اس میں طالبان تھے۔ میں اس کی تردید کرتا ہوں۔ شیرانی صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں۔---

جناب قائم مقام چیئرمین: جنرل میکارتھ صاحب نے کہا تھا کہ old generals never die, they fade. یہاں ہمارے دو سینیٹرز حسین بخش بنگزئی صاحب اور صوبیدار مندوخیل صاحب موجود ہیں Senators never fade away. They always remain Senators. ہم نے مستقبل میں یہ روایت لانی ہے۔ Thank you very much.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! شیرانی صاحب کے حوالے سے جو بیان آیا ہے میں اس کی تردید کرتا ہوں، شیرانی صاحب نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔ تیس اکتوبر 2006 مدرسہ

ضیا العلوم تعلیم القرآن ، صبح سب سے پہلے جو ایک slide جیو اور دوسرے TV channels پر چلنی شروع ہوئی، وہ امریکی حملے کے بارے تھی، آپ نے بھی دیکھی ہوگی، ہم نے بھی دیکھی تھی۔ یہ slide صرف پاکستانی channels پر ہی نہیں چل رہی تھی بلکہ یہی خبر امریکہ کے اپنے channels پر بھی چلی کہ امریکہ نے حملہ کیا ہے اور اس کے بعد اچانک چند گھنٹے گزرنے کے بعد افواج پاکستان کے ترجمان نے اس واقعہ کو own کر لیا ۔ جس واقعہ کو دوسرے own کر رہے تھے اس واقعہ کو ہماری فوج نے own کر لیا اور اس context میں own کر لیا۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ اسی یا اس سے اگلے روز شہزادہ چارلس اور ان کی اہلیہ نے پشاور جانا تھا اور آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی بڑے آدمی نے کسی صوبے میں جانا ہو اور جانے سے پہلے اس قسم کے واقعے کو حکومت خود own کرے ۔ یہ واقعہ اچانک نہیں تھا، یہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک سال سے اس کو watch کر رہے تھے۔ جب ایک سال سے اس کو watch کیا جا رہا تھا تو ایک سال watch کرتے کرتے کیا اس قسم کا واقعہ انہوں نے ایک دن پہلے کرنا تھا جب شہزادہ چارلس نے جانا تھا یا اس واقعہ سے پہلے یہاں پر ایک معاہدہ ہونا تھا ۔ اس معاہدے کو کرنے والا مولوی لیاقت بھی اس میں شامل تھا کہ وہاں پر دہشت گرد تھے۔ مان لیتے ہیں آپ کی contention کہ وہاں پر مولوی لیاقت دہشت گرد تھا جو اپنے تین بیٹوں کے ساتھ اس واقعے میں شہید ہوگیا۔ وہاں پر 83 total casualties ہیں تو کیا Article 4 (2) یہ حق آپ کو دیتا ہے کہ کہیں پر کوئی دہشت گرد موجود ہو تو اس دہشت گرد پر آپ اس طرح سے حملہ کریں۔ اس Article کو ملا کر پڑھ لیجئے Article 9 کے ساتھ جناب ۔ "No person shall be deprived of life or liberty in accordance with law." ان کو کیا ان کی زندگی سے اس طرح سے محروم کیا جا سکتا تھا؟ یہ تو وہ سوالات ہیں جناب! جن کے جوابات یہ ایوان چاہتا ہے اور یہ عوام چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ Article 5 بھی پڑھ دیتا ہوں جناب! اس کا sub-Article (2) relevant ہے - Article 5 (1) ہے "Loyalty to the State is the basic duty of every citizen." اور second ہے جناب!

"Obedience to the Constitution and law is the [inviolable] obligation of every citizen wherever he may be and of every other person for the time

being within Pakistan."

تو اگر جنرل صاحب بھی اس پاکستان کے citizen ہیں تو یہ ان کی بھی duty تھی کہ اس آئین کا' اس قانون کا احترام کرتے۔ ان کی یہ contention ایک منٹ کے لئے مان لیتے ہیں۔ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہاں 83 لوگ جس میں بارہ سال کے کم عمر بچے بھی شامل تھے' جس میں اس شخص کے اپنے تین بیٹے بھی شامل تھے' وہ سارے دہشت گرد تھے' آیا دہشت گردوں سے نمٹنے کا یہی طریقہ تھا! کیا آئین کے یہ تین Articles جنرل صاحب کی knowledge میں نہیں تھے۔ اگر جنرل صاحب کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ انہوں نے بھی آئین توڑا تھا تو کیا ان کو بھی اسی طرح سے مارنا جائز ہوگا۔ ان کا آئین کا توڑنا تو ریکارڈ پر ہے۔ کل جب یہ scene بدل جائے گا' جب حکومت بدل جائے گی' جب یہ scenario بدل جائے گا تو کیا کل ان کو بھی اسی طرح بغیر trial کے ختم کیا جا سکے گا؟ یا ان کے باقی ساتھیوں کو جنہوں نے اس آئین کو توڑا یا جنہوں نے اس کتاب کی توہین کی یا جنہوں نے ایک منتخب حکومت کو ختم کیا۔

جناب! اگر اس بات کو اس طرح تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس پاکستان میں' اس ملک میں کسی عدالت کی ضرورت رہے گی' نہ کسی آئین کی ضرورت رہے گی' نہ کسی قانون کی ضرورت رہے گی۔ جناب! طاقت کا قانون ہے' جنگل کا قانون ہے اور جنرل صاحب تو کہتے ہیں کہ میں نے توڑا' یہ وہاں دہشت گرد تھے تو پھر جب دوسرا آئے گا وہ کہے گا کہ یہ تو آپ کا admitted fact ہے۔ کل آپ نے آئین توڑا تھا۔ آپ نے توڑا تھا تو آپ نے Article 6 violate کی تھی۔ آپ نے باقی Articles اس آئین کے violate کئے تھے تو پھر آپ کے لئے بھی trial کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ آپ کو بھی اسی طرح سے سزا دی جائے گی جس طرح سے آپ کل دوسرے لوگوں کو سزا دیا کرتے تھے۔ جس طرح آپ دوسرے لوگوں پر حملہ کر کے ختم کر دیتے تھے۔

خدارا جناب! اس واقعہ کا نوٹس لیجئے۔ یہ ہاؤس صرف تقریروں کے لئے نہیں ہے۔ بہت سے لوگ آئے' دو' تین دنوں سے اس پر تقریریں ہو رہی ہیں۔ اس واقعے کے بارے میں inquiry کے لئے کہا گیا۔ یہاں admittedly, sir, آئین کے بعض Article violate ہو چکے ہیں۔ جب Article violate ہو چکے ہیں تو یہ ہاؤس suggest کرے' یہ resolve کرے کہ اس

واقعے کی کم از کم ایک FIR درج ہونی چاہیے۔ جناب! آج ہم اتنے بھی آزاد نہیں ہیں۔ بھٹو صاحب پرہم بڑی تنقید کرتے ہیں مگر بھٹو صاحب کے دور میں اتنی تو آزادی تھی کہ ان کے خلاف FIR درج ہوچکی تھی۔ آج ایک admission ہے جنرل صاحب کا۔ یہ ہاؤس یہ resolve کرے کہ انہوں نے آئین کو violate کیا ہے۔ انہوں نے ان 83 لوگوں کو مارنے کی admission کی ہے۔ انہوں نے یہ confession کی ہے تو اس بات پرکم از کم آج ایک FIR درج ہو جائے تاکہ کل ان کو اسی طرح سے ختم نہ کیا جائے بلکہ ان کا trial لیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بھی ہو۔میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Prof. Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کو اس بات پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس ایوان کی خاطر اپنے بیرونی پروگرام کو تبدیل کیا ہے اور اسے ترجیح دی۔ آپ نے بڑی اچھی مثال قائم کی ہے۔

جناب چیئرمین! باجوڑ اور درگئی ہماری اس بحث کے عنوان ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ بڑے ہی تکلیف دہ، خونی اور اندوہناک واقعات ہیں۔ میں ان دونوں مقامات پر قیمتی پاکستانی جانوں کو اس طرح تلف کئے جانے پر جہاں اپنے دلی غم کا اظہار کرتا ہوں وہیں میں یہ بات بھی کہوں گا کہ میری نگاہ میں ذمہ داری کس کی ہے لیکن جو بھی ذمہ دار ہے ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ یہ دونوں واقعات condemn کئے جانے کے لائق ہیں۔ کسی ایک پر فاتحہ اور کسی ایک پر خوشی زیب نہیں دیتی۔ یہ دونوں ہمارے قومی وجود کے اوپر ضرب ہیں۔ ایک معصوم جان کا ضیاع قرآن پاک کے الفاظ میں پوری انسانیت کو تلف کرنے کے مترادف ہے۔ جو کچھ کیا گیا ہے اور جس بے باکی سے کیا جا رہا ہے یہ اندوہناک ہے۔ اس کا نوٹس نہ لینا اور اس روش کو تبدیل کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد نہ کرنا خسارے کا سودا ہے۔

جناب چیئرمین! آج اس بحث کا تیسرا دن ہے اور اس میں بڑے اہم نکات، حقائق اور

واقعات، تجزیہ، دستور، قانون اور خارجہ پالیسی ان تمام امور پر بات چیت ہوئی ہے۔ میرے کچھ ساتھیوں نے افغانستان کے سلسلے میں، عالمی سامراج کے سلسلے میں کچھ ایسی بحث بھی شروع کر دی ہے جو اہم ہے۔ میری نگاہ میں اس پر بات ضرور ہونی چاہیے لیکن ساری بات کو اس وقت ہم سمیٹ نہیں سکتے۔ اس لئے میں ان چیزوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اصل واقعہ اور جو اس کے متعلقہ امور ہیں ان پر بات کروں گا۔ جناب والا! میری کوشش ہوگی کہ حتی الوسع ان چیزوں کو نہ دہراؤں جو میرے ساتھیوں نے کہہ دی ہیں۔ خاص طور پر کہ حقائق۔ الا یہ کہ جہاں پر اس کو refer کرنا بہت ہی ضروری ہو۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ issues کیا ہیں۔

میری نگاہ میں بنیادی طور پر تین issues ہیں۔ پہلا issue یہ واقعہ پھر اس واقعے کے دستوری، قانونی، سیاسی اور عسکری پہلو۔ دوسرا پھر امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ، جو پچھلے سال میں ہے۔ جس نے پوری دنیا کو تہہ و بالا کر دیا۔ خون کی ندیاں بہا دیں۔ امریکہ ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس کے خلاف ایک عالمگیر ردعمل، تنقید کا، احتجاج کا، حتیٰ کہ نفرت کا، اس سے اس کا بڑا گہرا تعلق ہے اور اس میں جو کردار ہم نے اپنے لیے قبول کر لیا ہے اور ہم آنکھیں کھول کر حالات کے تجزیے اور اس کے review کی کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں بلکہ مکھی پر مکھی مار رہے ہیں اور تیسرا جناب والا! پاکستان کی specific افغان پالیسی ہے۔ یہ تینوں اس کے اہم dimensions ہیں۔ میں بہت ہی اختصار سے ان میں سے ہر ایک کو لوں گا۔

سب سے پہلے جناب والا! جو issue ہمیں face کرنا ہے، میں اپنے ان ساتھیوں کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ حملہ امریکہ نے کیا ہو یا ہماری فوج نے کیا ہو، غلط ہے لیکن یہ مسئلہ اتنی آسانی سے dispose of نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ امریکہ نے حملہ کیا ہے تو یہ دہرا جرم ہے اور معصوم انسانوں کو تلف کرنا، ہلاک کرنا، شہید کرنا ہے اور ایک sovereign ملک کی sovereignty کو violate کرنا ہے اور چونکہ اس سے پہلے مختلف انداز میں امریکہ یہ کام بار بار کر چکا ہے ۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے جب جمہوری دور میں افغانستان میں امریکیوں نے جہازوں سے حملہ کیا تھا غالباً 1988 میں تو اس وقت بھی ہماری حدود کو violate کیا گیا تھا۔ جنوری میں ڈاما ڈولا میں کھلے بندوں یہ کام کیا گیا اور اس کے بعد بش صاحب نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ بات کہی کہ اگر ایسے حالات پیدا ہوں گے تو ہم لازماً کریں گے۔ تو اس context میں

جناب والا! یہ بات بہرحال متعین ہونی چاہیے کہ حملہ امریکہ نے کیا ہے یا ہماری فوجوں نے کیا ہے یا دونوں کا coalition ہے۔ بلا شبہ اس میں ذمہ دار دونوں ہیں لیکن ضروری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو evidences اب تک سامنے آئی ہیں وہ سب اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ حملہ امریکہ نے کیا ہے اور اس کے بیس پچیس منٹ کے بعد پاکستانی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے ہیں۔ ابتداء میں BBC نے نشر کیا اور کئی گھنٹے World T.V. پر یہ چیز آتی رہی اور اس کے بعد پاکستان نے اس کو own کیا تو تب وہ news withdraw ہوئی ہیں اور Times نے دو بڑی اہم باتیں لکھی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ امریکہ نے یہ حملہ نہیں کیا ہے اور دوسری اس سے بھی زیادہ اہم بات ہے جو میں آپ کو پڑھ کے سناتا ہوں

"Ali MuhammadJan Orakzai , a retired General who is the Governor NWFP and negotiator of Balochistan deal was said to be stunned by the madrassa attack".

اس کے بعد جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک نہیں چار پانچ international agencies اپنے اپنے sources سے یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ attack امریکہ نے کیا ہے۔ آج کے اخبارات کے اندر یہ خبر آسٹریلیا کے اخبار کے reference سے آئی ہے کہ جنرل مشرف کے قریبی ذرائع نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حملہ امریکہ نے کیا تھا۔ ہم نے اس کو own کیا لیکن بات اتنی بگڑی ہوئی تھی کہ ہمارے own کیے جانے کے باوجود بھی فائدہ نہیں ہوا۔

یہ جناب والا حقائق ہیں۔ ان کو investigate کرنا ضروری ہے اور جن لوگوں نے اس مدرسے کا visit کیا ہے وہ یہ بتاتے ہیں کہ local evidence unanimous ہیں، پھر آپ دیکھئے حملے کی direction کہ میزائل جس direction سے آئے وہ افغانستان کی direction ہے۔ دیوار جو سب سے پہلے گری ہے وہ اس طرف کی گری ہے۔ یہ ساری چیزیں موجود ہیں تو پھر آخر پردہ ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے اور یہ جو کچھ کھیل کھیلا جا رہا ہے اسے ختم ہونا چاہیے۔

دوسرا جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خواہ attack امریکہ نے کیا ہو لیکن یہ ذمہ داری پاکستان کی ہے۔ یہ تو بڑی حماقت ہم نے کی ہے کہ ہم نے اس کو own کیا ہے لیکن یہ ہماری sovereignty کی violation ہے اور collaboration کی بنا پر، جنرل پرویز مشرف، ان

کی فوج کی کمان، جو بھی ان کا نظام ہے وہ equally ذمہ دار ہے بلکہ زیادہ ذمہ داری اس کی ہے۔ اس لیے سب سے پہلا issue یہ ہے کہ حقائق کی investigation ہونی چاہیے۔ اور ذمہ داری متعین ہونی چاہیے، accountability ہونی چاہیے تاکہ جو ذمہ دار ہیں ان کی قرار واقعی گرفت ہو سکے۔

دوسرا جناب والا! یہاں ساتھیوں نے بار بار کہا ہے کہ جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ میں اس بات کو face کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس کو face کرے اور آئیے یہ بات طے کریں کہ کون قوم کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب والا! میں نے خود وہ فلم دیکھی ہے جسے ISPR اپنے موقف کی تائید میں دکھا رہی ہے۔ اس کے کچھ حصے جیو ٹیلیوژن پر بھی آئے۔ آپ اس کا تجزیہ کرکے دیکھ لیجیے اس میں کیا چیز نظر آتی ہے۔ ایک سوا کنال کا ایریا ہے۔ جس میں ایک مسجد ہے۔ ایک میدان ہے۔ پانچ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ بچے ایک سرکل کے اندر دوڑ رہے ہیں۔ کچھ افراد ایک کنارے کے اوپر ایک لائن میں کھڑے ہوئے ہیں اور کچھ افراد اسی ایک لائن میں دوسری طرف کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ پوری تصویر ہے۔ اس میں کہاں دہشتگردی ہے؟ اگر یہ دہشتگردی کی تربیت ہے تو پھر ہر وہ سکول جہاں P.T کی training ہو رہی ہے، ہر کالج جہاں کہیں sports کی training ہو رہی ہے، ہر gym اس ملک کا وہ دہشتگردی کا مرکز ہے۔

جناب والا! اب آپ اس سے بھی اوپر آ گئے ہیں۔ یہ بات بار بار یہاں آئی ہے کہ وہاں کیا کوئی اسلحہ ملا ہے؟ کوئی ایسی چیز کی رپورٹ نہیں دی کہ اسے فوجی ٹریننگ سے relate کیا جا سکتا تھا۔ جو اس کی situation and location ہے وہ ہے ہی نہیں اس کے لائق اور پھر پوری تاریخ موجود ہے کہ اس مدرسے میں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے، حفظ قرآن ہوتا ہے ٹھیک ہے کچھ بڑے افراد بھی اس میں شامل تھے۔ eighty three کے بارے میں کہا گیا ہے اور یہ بات میں on record لانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ISPR کے ڈی جی نے یہ کہا کہ اس میں کچھ بچے بھی تھے۔ اور پھر اس بات کی تردید جنرل صاحب نے Institute of Regional Studies میں اپنی تقریر کے اندر کی۔ جو list آئی ہے اس میں ۳۳ کے نام دیئے گئے ہیں جس میں سے ۱۸ یا ۱۹ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ۲۰ سال یا اس سے زیادہ کے تھے۔ باقی اسی فہرست میں ۱۳ بچے

نو سال سے لے کرکے سولہ سال تک کے ہیں۔ اور اس کے علاوہ پچاس افراد ایسے ہیں جن کے بارے میں کوئی معلومات نہیں دی گئی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان تیراسی میں سے اگر ۱۷، ۱۸ یا ۲۰، ۲۰ سال سے زیادہ عمر کے تھے تو ۶۰ یا ۶۳ وہ بچے تھے۔ ان سارے حقائق کا آپ کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے visit کیا ہے وہ گواہی دیتے ہیں کہ بچے تھے ان کے جوتے اور کپڑے بکھرے پڑے تھے ۔ قرآن پاک کے صفحات وہاں موجود ہیں ، دینیات کی کتابیں وہاں موجود ہیں ۔ کوئی اسلحہ وہاں سے نہیں ملا۔

جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ حقائق ، سچائی آنی چاہیے اور قوم کو جو غلط بیانی اور جھوٹ سنا رہا ہو اس کی گرفت ہونی چاہیے ۔

تیسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے کہا گیا کہ وہاں پر دہشتگردی کی ٹریننگ ہوتی تھی۔ کیونکہ وہاں سے کوئی اسلحہ اور کوئی چیز نہیں ملی اور physically بھی ایسی چیز ممکن نہیں تھی تو پھر ایک اور فلسفہ نکالا گیا اور وہ یہ کہ ان کو suicide bombing کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔

جناب والا! مجھے بتائیے کہ suicide bombing کے لئے کس قسم کی ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے یہ سارے کا سارا ایک ڈھونگ اور کھیل ہے ۔ ایک مذاق اور ظلم ہے ۔ اگلا سوال جناب والا! میں یہ کرنا چاہتا ہوں اگر فرض کیجیئے کہ ہم یہ مان لیں کہ وہاں ٹریننگ ہو رہی تھی تو سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ ان لوگوں سے گفت و شنید کر رہے تھے اور ان سے اگلے دن ایک معاہدہ ہونے والا تھا۔ یہی فقیر محمد ،یہی مولوی لیاقت آپ سے negotiate کر رہے تھے اور وہ دستخط کرنے والے تھے ۔ اس واقعے سے دس دن پہلے چھ سے دس افراد کو جنہیں پہلے گرفتار کیا گیا تھا ان کو رہا کیا گیا ہے ۔ یہ سارا ایک process تھا، صاف نظر آ رہا ہے کہ اس process کو sabotage کرنا اصل ہدف تھا اور اس میں امریکہ اور پاکستانی فوج کے ذمہ دار شریک ہیں جو یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہاں حالات کا کوئی حل نکل سکے اور وہ peace process میں آگے بڑھ سکے۔ جناب والا! میں ایک سوال یہ بھی اٹھاؤں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ تھوڑا اختصار سے کام لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، مجھے معلوم ہے۔ ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ proportionality اگر کسی فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے، حتیٰ کہ war میں بھی قوت کا استعمال کس تناسب سے ہوتا ہے۔صاف ظاہر ہے اگر آپ کے پاس information تھی تو آپ کے پاس اس علاقے میں 80 ہزار فوج ہے، آپ کے پاس اسلحے کی پوری قوت موجود ہے، سو طریقے تھے، گرفتار کرنا، pick up کرنا جو کہ کر سکتے تھے اس کے بعد آپ کے پاس evidence تھے۔ یہی نہیں بلکہ جس طریقے سے مارا گیا ہے، دنیا بھر میں قاعدہ یہ ہے کہ اموات اور زخمیوں میں، اموات کم ہوتی ہیں اور زخمی زیادہ ہوتے ہیں لیکن یہاں معاملہ یہ ہے کہ 83 شہید ہوئے ہیں اور 3 زخمی ہیں۔ اس کا صاف معنی یہ ہیں کہ total destruction جو genocide ہے، جو crime against humanity ہے، جو war میں بھی ایک crime تھی، آپ نے وہ راستہ اختیار کیا ہے۔

جناب والا! میری نگاہ میں اور جیسے میرے اور ساتھیوں نے بھی کہا کہ ان تمام چیزوں کا لازمی تقاضا پھر یہ ہے کہ اس معاملے کی independent investigation ہو، ہم اس کو محض دعوؤں کی بنیاد پر نہیں چھوڑ سکتے۔ میری نگاہ میں پارلیمنٹ کی high powered committee اور اعلیٰ سطح پر judicial، یہ دونوں inquiries ہونی چاہئیں اور یہ inquiries حقائق کو متعین کریں، ذمہ داری کو بھی متعین کریں اور پھر اس کے مطابق accountability ہو۔ جو افراد ذمہ دار ہیں ان میں چاہے Chief of Army Staff کیوں نہ ہوں، ان کو بلا لیجیئے اور اس کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔

دوسری بات جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور آپ نے بھی بار بار یہ کہا ہے کہ دہشتگردی کا مقابلہ اسباب کو address کئے بغیر کبھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں جو کچھ ہو رہا وہ یہی ہے کہ آپ قوت سے ایک مسئلے کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور کوئی سبق سیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ بش کی پوری کی پوری مہم سردست ناکام رہی ہے، اس نے دہشتگردی کو فروغ دیا ہے، دہشتگرد تیار کئے ہیں اور پوری کی پوری دنیا کو radicalize کر دیا ہے، آپ بھی یہی کام انجام دے رہے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ خود آپ کے جو گورنر صاحب ہیں ان کا بڑا اہم بیان آیا ہے جو سننے کے لائق بھی ہے اور note کرنے کے لائق بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں،

Orakzai said, "Washington, NATO and Afghan Governments were closing their eyes to the reality that a military based strategy was making matters worse. Either it is lack of understanding or it is a lack of courage to admit their failures. Like in Iraq, it was the lack of courage to admit faults. They have admitted them now but at a very great cost."

"Rather than fighting just the Taliban," Orakzai said, "NATO forces now faced a wider revolt from Afghanistan's Pashtoon ethnic majority that had grown alienated because of indiscriminate bombings, economic deprivation and a lack of representation. The people have started joining the Taliban. It is snowballing into a nationalist movement if it has not already become one. It is becoming a sort of war of resistance."

جناب والا! یہ آپ کا گورنر کہہ رہا ہے اور یہی وہ غلطی ہے جو آپ کر رہے ہیں' خدا کے لئے اپنی آنکھیں کھولیں۔

جناب والا! میں آخری بات یہ کہوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت ہے کہ پوری Afghan policy کو review کیا جائے' پارلیمنٹ اس پر کھل کر بحث کرے' ماضی میں جو غلطیاں کی گئی ہیں' وہ ہوئی ہیں' ان کی اصلاح ہونی چاہیے۔ افغانستان کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے نظام کو چلائیں' جو بھی وہ نظام پسند کریں۔ طالبان بھی اسی طرح افغانستان کا حصہ ہیں جس طرح باقی لوگ ہیں۔ ہمیں کسی ایک کو favourite اور دوسرے کو مخالف نہیں بنانا چاہیے بلکہ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا یہ neighbour ہر اعتبار سے ہمارا دوست ہو۔ پچھلے دنوں ہم نے جو good will بڑی قیمت ادا کر کے حاصل کی ہے' ہم آج اس سے محروم ہو چکے ہیں۔ آپ نے مشرقی front کے ساتھ ساتھ' مغربی front کو بھی کھو دیا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں باجوڑ کے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ بات یاد دلاؤں گا کہ آج نہیں بلکہ تقسیم کے بعد سے اس پورے علاقے نے پاکستان کے ساتھ جس وفاداری' محبت اور تعاون کا اظہار کیا ہے' خدا کے لئے اس good will کو ختم نہ کیجئے۔ میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا

ہوں کہ September 1961 میں اسی علاقے میں ایک بڑا اہم واقعہ ہوا تھا' اس زمانے کے کچھ افغان حکمران جو اس علاقے کو destabilize کرنا چاہتے تھے' انہوں نے یہاں بغاوت کرانے کی کوشش کی تھی اور یہ خان آف غار تھا جس نے اسے resist کیا' ناکام بنایا' پاکستان کے جھنڈے کو بلند کیا۔ اس علاقے کے لوگوں کی یہ قربانیاں ہیں' خدا کے لئے اس کا صلہ' ان کو یہ نہ دیجئے۔ آپ خود یا آپ کے ایماء پر Americans اس طرح ان کو' ان کے بچوں کو' ان کے اہل علم کو ہلاک کرے' خون بہائے اور نفرت کی آگ بھڑکائیں۔ یہ پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے' آنکھیں کھولیے' اس policy کو بدلیے' یہ تینوں کام کرنے کے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طرح اس crisis سے نکل سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب! thank you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب والا! یہ اسی وقت ممکن ہے جب ایک فرد کا اقتدار جو عقل کل بن کر ہمارے ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ مجھے بھی اپنے ساتھیوں کی اس بات سے اتفاق ہے کہ کچھ معاملات میں ہمارے اور آپ کے نظریاتی اختلافات ہو سکتے ہیں اور ہیں لیکن اس وقت ملک کے سامنے ایک ہی issue ہے' باجوڑ اور درگئی کے واقعات نہ ہوتے' اگر ملک میں حقیقی جمہوری نظام ہوتا' accountability ہوتی۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اگر میں جنرل صاحب کی کتاب کے انگریزی اور اردو versions ساتھ ساتھ رکھوں تو اس کا صحیح نام دیا ہے 'In the Line of Fire' 'سب سے پہلے پاکستان' یہ ان کا کارنامہ ہے۔ ہم اس وقت ترقی کی طرف بڑھ سکتے ہیں جبکہ ہم اس نظام کو بدلنے کی کوشش کریں۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب! بیگم فخر کہہ رہی ہیں کہ مجھے دو منٹ دیجئے گا تو میں پہلے بول لوں پھر اعوان صاحب بولیں۔ بیگم فخر please, کیونکہ خواتین آپ کو بعد میں لاجواب کر دیتی ہیں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، .Thank you Mr. Chairman یہ بات تو طے ہے کہ

پاکستان کی قسمت کا فیصلہ پاکستان کے اندر ہونا چاہیے' باہر نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ ہے کہ we need friends not masters. تیسرا یہ ہے کہ پرویز مشرف صاحب مضبوط قوت ارادی کے مالک ہیں' اگر اس وقت یہ stand لے لیتے ہیں تو مسلم امہ ان کے پرچم تلے جمع ہو جائے گی جو ہم سب کے لئے باعث عزت ہو گا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Awan sahib, please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، پاکستان پیپلز پارٹی اور اپنی ذاتی حیثیت میں' میں سب سے پہلے باجوڑ اور درگئی کے واقعات کی مذمت کرتا ہوں۔ جو وہاں فوت ہوئے' ان کے لواحقین سے ہم دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ابھی تک باجوڑ اور درگئی کے اصل حقائق منظر عام پر نہ لانے پر وفاقی حکومت اور وزارت داخلہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑی ناکامی' بے مرامی' بد قسمتی اور بدنصیبی ہے کہ عملی طور پر 120 ارکان پرمشتمل کابینہ کے کسی ایک رکن کو بھی اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس کو ذاتی task, قومی ذمہ داری سمجھتا اور یہ حقائق منظر عام پر لانے کے لیے اپنے آپ کو volunteer کرتا اور جو ظالمانہ و مجرمانہ غفلت' جسے قانون میں criminal neglect کہتے ہیں' جو وفاقی حکومت میں مرنے والوں اور ان خون آشام واقعات کے متاثرین کے لواحقین کے حوالے سے برتی ہے' وہ اور بھی قابل مذمت ہے۔ جناب چیئرمین! میں اپنی بات کا آغاز پاکستان کے معتبر ترین قانون سے کرنا چاہتا ہوں جو پاکستان کے کروڑوں لوگوں کی منتخب اسمبلی نے متفقہ طور پر قوم کے لیے دیا اور اس کا Article 9 اپنی پہلی بات کی favour میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! Article 9 کہتا ہے "No person shall be deprived of life or liberty save in accordance with law." کہ کسی شخص کو آزادی اور خاص طور پر زندگی کے حق سے قانونی عمل کے بغیر محروم نہیں کیا جاسکتا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ کوئی ایسا قانون بتا سکتی ہے کہ اگر کسی کے خلاف پرچہ درج ہے تو اس کے گھر پر بمباری ہو گی؟ میں وزارت داخلہ کے کرتا دھرتا

لوگوں سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ کوئی ایسا قانون بنا سکتے ہیں کہ جس جگہ کوئی قانون شکن بیٹھا ہو' اس گھر کو بم سے بھک کر کے اڑا دیا جائے۔ میں جنرل مشرف کی 120 رکنی کابینہ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ مجھے کوئی ایسا rule بنا سکتے ہیں کہ اگر کسی پر شک ہو کہ یہ شخص miscreant, دہشت گرد ہے' کسی پر شک ہو کہ یہ کسی proscribed organization سے تعلق رکھتا ہے تو پاکستان کا کونسا ضابطہ' قانون' دستوری اصول ہے جو حکومت یا اس کی ایجنسی کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اس گھر پر بمباری کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شرمناک واقعہ تھا اور اس شرمناک واقعے سے بڑی شرمناک بات یہ ہے کہ ایوان زیریں کا اجلاس ہوا' وفاقی حکومت نے وہاں اپنی مجرمانہ غفلت جاری رکھی۔ آج تیسرے دن سے پاکستان کے وفاق کی علامت سینیٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ جس میں چاروں صوبوں کی متناسب نمائندگی ہے اور فاٹا کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں' آج بھی حکومت سوائے lame excuses, بہانوں' جھوٹ' افتراء اور غلط بیانی کے' دوسرا کوئی موقف 'مثبت طور پر سامنے نہیں لا سکی۔

جناب چیئرمین! اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس حکومت اور اس حکومت کے اس قدر بے اختیار وزیروں اور اس حکومت کے اس قدر بے اختیار وزیر اعظم سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے ملک میں مرنے والے 42 ایک اور 83 دوسرے مرنے والوں کے گھروں میں فاتحہ خوانی کے لیے نہ جا سکے' جو افسوس کرنے کے لیے نہیں جا سکے' جو جابر سلطان سے پوچھے بغیر' ادنیٰ ترین کلمہ حق کہنے کے قابل نہیں ہیں' ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ لوگوں کو انصاف دیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اس واقعہ کے بعد یہ ہماری دیرینہ تجویز رہی ہے' میں آج پھر ایوان کے سامنے رکھتا ہوں اور مجھے آپ کی ذاتی طور پر اس میں interference درکار ہے کہ اگر حکومت نہیں جا سکتی تو سینیٹ سے ایک پارلیمانی کمیشن باجوڑ بھجوایا جائے۔ ہمیں مرنے والوں کی قبروں پر فاتحہ کے لیے جانے دیں' ہمیں وہ جگہیں دیکھنے دیں' ان سے انکوائری نہیں ہوسکتی' ہم انکوائری کرتے ہیں۔ یہ fact finding نہیں کر سکتے' ہم fact finding کرتے ہیں۔ یہ سب مر نہیں سکتے' ہم سب مرتے ہیں۔ یہ حقائق سامنے نہیں لا سکتے' ہم حقائق سامنے لاتے ہیں۔ اس لیے کہ آئین کا آرٹیکل ۹ کہتا ہے "No person shall be deprived of his life and liberty save in accordance with law" یہ مرنے والوں کا بھی حق ہے' بچ جانے والوں

کا بھی حق ہے' ان کے لواحقین کا بھی حق ہے ' اس پاکستان کے ساڑھے پندرہ کروڑ لوگوں کا بھی حق ہے ' ان کو سچ معلوم ہونا چاہیے - میں ایک دفعہ پھر اس مجرمانہ طرز عمل پر وفاقی حکومت کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں - یہ پہلی بات -

دوسری بات جناب چیئرمین! دیکھیے یہ extra judicial killing ہے - اگر کوئی مجرم تھا تو کیا کسی عدالت نے اسے مجرم کہا؟ اگر کوئی miscreant تھا تو کیا اس کے خلاف کوئی FIR ہوئی؟ اگر کوئی wanted تھا تو کیا اس کے خلاف کوئی proclamation issue ہوا - اگر کسی کی گرفتاری مقصود تھی، تو میں سوال کرنا چاہتا ہوں' اس وفاقی حکومت سے' جس کا نیرو بنکر میں بیٹھ کر بانسری بجا رہا ہے ' میں اس نیرو اور اس کی کابینہ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کیا miscreants اور غیر قانونی کام کرنے والے لوگ پکڑے نہیں جاتے ؟ تم نے خود آپریشن کیوں نہیں کیا؟ تم نے پکڑنے کے لیے گھیراؤ کیوں نہیں کیا؟ تم نے پکڑنے سے پہلے ان کو وارننگ کیوں نہیں دی؟ تم نے کیوں نہیں کہا کہ تم wanted ہو ؟ تم نے کیوں نہیں ان کو عدالت کا سامنا کرنے کا موقع دیا؟ یہ ایسا شرمناک واقعہ ہے کہ اس حکومت کے سیاہ کارناموں کے باب میں ایک سیاہ ترین باب کا اضافہ کرتا ہے - اس کی جتنی بار بھی اور جن الفاظ میں بھی مذمت کی جائے' جناب چیئرمین! وہ کم ہے -

تیسری بات' یہاں کہا گیا - وفاقی حکومت نے کہا ' مرنے والے miscreants تھے ' ان کا تعلق proscribed organization کے ساتھ تھا - پاکستان پیپلز پارٹی نے پہلے دن سے سوال کیا' ان کی فہرست بتاؤ- ان کے نام بتاؤ- ان کی عمریں بتاؤ - ان کے پیشے بتاؤ- ان کے خلاف درج ہونے والے مقدمات بتاؤ؟ ان کی مجرمانہ سرگرمیوں کی تفصیل ہمیں بتاؤ- آج تک وہ تفصیل قوم کے سامنے نہیں لائی جا سکی- اس لیے کہ یہ جھوٹ پر جھوٹ بول کر ' یہ ایک ایسی کابینہ ہے جس میں German furore کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں- وہ بھی ایک فوجی آمر تھا- فوجی آمر کے نیچے بیٹھے ہوئے کہتے ہیں ' اتنا جھوٹ بولو' اس تعداد میں جھوٹ بولو' اس طرح کا جھوٹ بولو کہ لوگ جھوٹ کو سچ سمجھنا شروع کر دیں - لیکن جناب چیئرمین تاریخ کہتی ہے' A lie has no leg to stand upon ان کا ہی جھوٹ بھی پکڑا گیا- آج ایک اور بات سے ان کا جھوٹ پکڑا گیا- یہاں پر کہا گیا' ایک وفاقی وزیر اٹھے' جب ہم نے کہا کہ اختر مینگل کے خلاف

کیا الزام ہے ؟ انہوں نے صوبے سے نہیں پوچھا' انہوں نے سیکرٹری سے نہیں پوچھا' یہاں کھڑے ہو کر انہوں نے کہا' اس کے خلاف مقدمات ہیں - جناب وہ سولہ ایم پی او ہے - کچھ پتا نہیں - جھوٹ کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹ کے اوپر جھوٹ بولنے والے وفاقی کابینہ کے لوگ ہیں - میں ان سے درخواست کرتا ہوں' خدا کا خوف کرو- آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے الفاظ میں ' ایک معصوم جان ' بغیر کسی--- ' اس کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہو' کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا' کسی فرقے سے تعلق رکھنے والا' کسی علاقے سے تعلق رکھنے والا' کسی مسجد کا آدمی' کسی امام کا آدمی' بغیر جواز کے اگر ایک جان لی جائے تو فرمایا گیا کہ ایسے ہے جیسے کسی نے ساری انسانیت کا قتل کر دیا - میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی موقع ہے ہمارے سامنے ' اب یہ راستہ ہے ہمارے سامنے' اب یہ مرحلہ ہے ہمارے سامنے سینیٹ کے لیے کہ اور کوئی نہیں جاتا ' آپ کے پاس آئینی اختیار ہے جناب چیئرمین' آپ تو کابینہ کے رکن نہیں ہیں - جناب چیئرمین آپ تو کسی وزارتی ڈسپلن کے پابند نہیں ہیں - آپ آگے بڑھیے ' ہم آپ کے ساتھ ہیں - آپ سینیٹ کا ایک پارلیمانی کمیشن بنائیں ' ہم چلنے کے لیے تیار ہیں- ہم معاونت کے لیے تیار ہیں - ہم آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں - یہ ایک پہلو تھا - یہاں کچھ دوستوں نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جناب جنرل کی باتوں کی ہم حمایت کریں گے - یہ کہا گیا ہے کہ جناب جنرل کی باتوں کی ہم حمایت کریں گے- اس سے پہلے یہ بات نہیں ہوئی کیونکہ محترمہ کا نام لے کر یہاں پر بات کی گئی اس لئے I must explain it میں پہلی بات پر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے اور ۱۹۷۹ کے Ordinance No.7 کے لئے جو پیپلز پارٹی کا موقف تھا وہ اس وقت بھی یہی تھا جب جنرل مشرف فوج میں صرف میجر تھا- وہ کرنل بھی نہیں تھا بریگیڈیر بھی نہیں تھا- میجر جنرل بھی نہیں تھا- آرمی چیف تو دور کی بات ہے-اس لئے اس موقف سے' ایک پیپلز پارٹی اور اس کے ساتھ ہماری چار دیگر جو progressive liberal سوچ رکھنے والے لوگ ہیں ' ان کی حمایت کے بعد یہ سارا موقف ہم نے رکھا- لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اے- آر- ڈی ٹوٹ گئی-

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی " میثاق جمہوریت " ٹوٹ گیا- آج جن کو پنجاب میں خوف لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے گھر سے بھی نہیں جیتیں گے ۲۰۰۲ کے سارے آرٹس کے باوجود

اٹھاسی لاکھ ووٹ، بیاسی سیٹیں اور گجرات کی وہ سیٹیں۔ پھر آپ نے دیکھا پچھلے مہینے گجرات کے اندر کھاریاں میں ہمارے ناظم کے خلاف 52 لوگ لائے گئے۔ حکومت اس کے باوجود پھر ہار گئی اور پھر آپ نے دیکھا کہ موذن شاہ جو "نت" تھا اس کے علاقے میں، گجرات میں، "نت" تھا اس کے علاقے کا، ناظم تھا اس کے خلاف عدم اعتماد ہوا ۔جن کے اقتدار کے سنگھا سن ڈول رہے ہیں۔ جن کے اقتدار کی ریت کی دیوار گر رہی ہے اور جن کے اقتدار کے مرکز میں سے آج ان کے حامی ٹوٹ رہے ہیں۔ ان کو deal کی فکر لگی ہوئی ہے۔

اس لئے جناب جو میرے بھائی نے کہا، میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کھل کر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی عوام کے اقتدار علیٰ پر اور اس بات پر کہ قوت کا سرچشمہ عوام ہیں، کسی قیمت پر، کسی آمر کے ساتھ ہاتھ ملائے گی، نہ اس کا ساتھ دے گی، نہ اس کو کندھا فراہم کرے گی، نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی اتحاد ہو گا۔ یہ کھل کر opposition کو میں کہنا چاہتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Awan Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، وہ کہتے ہیں

خاموشی عین ترنم ہے سماعت کے لئے
ساز مت چھیڑ کہ لذت کا زیاں ہوتا ہے
آپ نے ساز چھیڑ دیا مجھے منع کرا دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ساز کے بغیر پہلی لذت ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، پہلی نہیں جناب۔ اس میں بھی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ،

میں اور چھیڑتا تھپیڑوں کے ساز بھی،
مشکل یہ آپڑی ہے کہ ساحل قریب ہے۔

نماز کا وقت بھی آنے والا ہے۔ آپ نے مجھے ٹوک دیا۔ میں بیٹھنے لگا ہوں لیکن آخر میں، میں پھر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو extra judicial killing ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک ذمہ

داری حکومت کی ہے۔ ایک اس آئینی ایوان کی ہے۔ایک آپ کے آئینی عہدے کی ہے۔ ایک ہمارے ضمیر کی ہے۔ اگر حکومت سو رہی ہے۔ اگر وزیر بے بس ہیں۔ اگر وزیراعظم بے دست و پا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس کا جواب دیں گے۔بس بس ختم کر رہے ہیں۔ کلثوم مجھے پہلے ہی کہہ گئی تھیں کہ اس کا میں جواب دوں گی۔ چلیں اعوان صاحب مکمل کریں تقریر۔ پھر میڈیم کلثوم----

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، آپ تھوڑا وقت دیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب آپ Treasury Benches کی سب خواتین ممبر کو چھیڑ دیتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں تو باجوڑ کی بات کریں۔ یہ باجوڑ کی بات کرتے کرتے چودھریوں کو لے آتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، جب اپنا سگا بھائی Prime Minister نے مروا دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی مکمل کریں، تقریر مکمل کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، اگر یہ چودھریوں کا نام لیں گے تو ہم ان کے لیڈروں کا نام لیں گے۔یہ بتا دوں میں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ requisition کیا ہے۔ requisition House کیا ہوا ہے انہوں نے۔ جی آئیں۔ راحت صاحب آپ تو بیٹھیں۔ اعوان صاحب مکمل کر رہے ہیں اپنی تقریر۔ کلثوم جواب دینے لگی ہیں۔ مجھے پتا ہے۔ آپ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ دو منٹ بیٹھیں۔ کلثوم آ رہی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، نشانے پر لگی ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ بتا دیں آپ کو کہ کوئی کسی کے لیڈر کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اصولاً تو بات یہی ہے۔ آپ کی بات صحیح ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، انہوں نے اپنے سگے بھائی کو مروا دیا اس وقت بھی یہاں کرنا چاہیے---

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب Treasury Benches کی سب خواتین ممبر کو چھیڑ دیتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، نہیں باجوڑ کی بات کریں، جب بھائی قتل ہوا ---

سینیٹر آغا پری گل، یہ باجوڑ کی بات کرتے کرتے چوہدریوں کو لے آتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، جب اپنا سگا بھائی پرائم منسٹر نے مروا دیا -----

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ تقریر مکمل کریں ، تقریر مکمل کریں۔ وہ میڈم کلثوم --

سینیٹر گلشن سعید، چیئرمین صاحب! آپ زیادتی نہ کریں اگر باجوڑ کی بحث ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، باجوڑ پر بحث کریں چوہدریوں کا نام نہ لیں ، لیڈروں کا نام نہ لیں ورنہ پھر ہم بھی لیں گے۔ یہ میں بتا دوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ انہوں نے ہاؤس ریکوزیشن کیا ہوا ہے ۔ جی ہراج صاحب آپ تو بیٹھیں۔ اعوان صاحب تقریر مکمل کر رہے ہیں۔ میڈم کلثوم جواب دینے لگی ہیں ۔ مجھے پتا ہے ۔ یہ آپ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ دو منٹ بیٹھیں ۔ میڈم کلثوم کی باری ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ نشانے پر لگی ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، یہ آپ کو بتا دوں کوئی کسی لیڈر کے بارے میں کچھ نہیں کہے

گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں، آپ کی بات تو صحیح ہے---

سینیٹر آغا پری گل، یہ باجوڑ کی بات کریں ہمیں بلوائیں چوہدری ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب باجوڑ اور درگئی پر مکمل کریں ۔ خواتین کے اعتبار کا نوٹس لیں---

سینیٹر گلشن سعید، یہ اونچی آواز میں چیخنا یہ سمجھتے ہیں کہ اونچی آواز میں بول کر ہم کو ڈرا رہے ہیں یہ سینیٹ ہاؤس ہے کوئی گھر نہیں ہے ۔ انہوں نے مذاق بنایا ہوا ہے -----

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب باجوڑ اور درگئی پر آئیں۔ آپ مکمل کریں تو میڈم کلثوم کی باری ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ بٹھائیں تو باجوڑ پر آئیں۔ بیٹھیں، بیٹھیں، باجوڑ پر آئیے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں مانتا ہوں کہ Treasury Bench active ہے ۔

جی اعوان صاحب، باجوڑ اور درگئی پر مکمل کریں ۔جی، جی please کریں۔ مکمل کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، اگر انہیں ہمدردی ہے تو صرف باجوڑ کی بات کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، باجوڑ پر آرہے ہیں ۔باجوڑ اور درگئی کو مکمل کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید، اور ملک کو برباد کرو ۔ ان لوگوں پر لعنت ہے وہاں پر جو کچھ کر رہے تھے تو ہمیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا یہ اس ملک کی بربادی چاہتے ہیں۔ یہ دشمن ہیں، ہاں یہ بالکل ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم پھر تقریر کریں۔آپ کی تقریر کی باری ہے ۔

سینیٹر گلشن سعید: اعوان صاحب جو ہیں وہ اونچی آواز میں بول کر سمجھتے ہیں کہ

لوگ impress ہو جاتے ہیں۔ میں impress نہیں ہوتی۔ اگر بات کرنی ہے تو بات کریں ۔ یہ تو نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اعوان صاحب باجوڑ اور درگئی پر بات مکمل کریں۔ آپ تشریف رکھیں پھر میڈم کلثوم صاحبہ آپ next speaker ہیں۔ جی آپ complete کریں ۔ ۷ منٹ اس الجھن میں لگے ہیں ایک اور سپیکر ہو جاتا۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ میں اب نماز کے بعد جاری رکھوں گا۔

سینیٹر کلثوم پروین، اس کے لیے آپ بڑھا رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں مکمل کر لیں آخری کلمات کہیں تو پھر میں میڈم کلثوم کو موقع دوں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ مجھے اپنی Treasury Benches میں بیٹھی ہوئی بہنوں کے جذبات کا احترام ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ کوئی بات نشانے پر لگی ہے ۔

(قہقہے، ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں ، میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ جملہ مکمل ہو گیا ہے ۔ میڈم کلثوم پروین take the floor please. بابر صاحب آپ بیٹھ جائیں ۔ نشانے کے بعد آپ بیٹھ جائیں۔ میڈم کلثوم پروین ابھی ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ میں بات مکمل کر لوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، مکمل کریں نا پھر جلدی کریں ۔ ۸ منٹ اور ضائع ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ کیا میں نے ضائع کیے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں ، آپ کے حالات نے یہ کیے ہیں آپ جلدی مکمل کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیر الدین بابر اعوان۔ میں آخری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے درست ارشاد فرمایا کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔اس لیے متعلقہ بات ہونی چاہیے جن کا وقت ختم ہو رہا ہے وہ متعلقہ بات پر بہت دکھ جاتے ہیں میں ان کو مزید دکھ نہیں دینا چاہتا۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بہت مہربانی۔میڈم کلثوم پروین صاحبہ

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو بابر صاحب کو ان کے شعر میں ہی جواب دے دوں ماشاء اللہ وہ lawyer بھی ہیں اور بہت اچھا بولتے ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب! اپوزیشن نے ایک ریکوزیشن' ہاؤس میں باجوڑ اور درگئی پر دی ہے۔ دونوں ہمارے لیے یکساں ہیں اگر دہشت گرد ہیں تو ہم اس کے بھی خلاف ہیں۔ دہشت گردی ہے تو ہم اس کے بھی خلاف ہیں۔ جناب! سب سے پہلے تو اس ہاؤس میں اتنی بحث کے بعد unanimously ایک message جانا چاہیے کہ ہم دہشت گرد اور دہشت گردی دونوں کے خلاف ہیں۔ اسلام ۔کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو لوگوں کو مارنے یا مرنے کی بات کرتا ہو۔ جناب! آج تھوڑی سی confusion پیدا ہو رہی ہے میری بہن ڈاکٹر کوثر فردوس ہمیشہ کہتی ہے کہ اس طرف اور اس طرف بیٹھنے والوں میں تفریق نہیں ہونی چاہیے۔جناب! مگر میں نے تفریق محسوس کی۔ باجوڑ کی تو بات ہو رہی ہے' بالکل ہونی چاہیے مگر درگئی کی بات کیوں نہیں کر رہے؟ وہاں پر بھی تو ہمارے نوجوان بچے ٹریننگ حاصل کر رہے تھے' کیا وہ شہید نہیں ہوئے؟ کیا ان کی مائیں نہیں تھیں' کیا وہ بین نہیں کررہی ہیں؟ ایسے بچے جنہوں نے ابھی چھ مہینے بھی نہیں ہوئے join کیا اور ٹریننگ شروع کی' ان کا کیا قصور تھا؟ مارا زید نے اور قتل جا کر بکر کو کردیا۔ It means کہ واقعی وہاں کوئی ایسے دہشت گرد تھے جن کا کوئی supporter باہر تھا اور اس نے فوری یہ reaction کیا۔ کیا اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے؟ دین ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم suicide bombing کریں۔ ہم خود کش حملے کریں' یہ کہاں کی شہادت ہے؟ یہ شہادت

نہیں میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ وہ موت ہے جس کی کبھی بخشش بھی نہیں ہوگی۔ کون اس کو شہادت کہتا ہے کہ آپ جا کر سو مسلمانوں کو ، سو انسانوں کو ایک وقت میں شہید کردیں؟ جناب! کیا کوئی بندہ وہاں سے مجھے بتا سکتا ہے، وہاں بیٹھے ہوئے علمائے دین، میرے بہن بھائی، اس کلام پاک میں جس کا ایک ایک حرف ہم لوگوں نے پڑھا ہے شکر الحمدللہ اس میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے۔ جائز نہیں ہے۔ کسی مسلمان کا قتل، کسی انسان کا قتل ایک چیونٹی کو بھی ناجائز قتل کرنا جائز نہیں کجا ہم چالیس چالیس ، پچاس پچاس لوگوں پر suicide bombing کرکے مار رہے ہیں اور بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ ہم شہادت حاصل کر رہے ہیں۔ نہیں جناب! بہت غلط ہے۔ اگر درگئی میں یہ ہوا، اگر دہشت گرد باجوڑ میں تھے تو اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ مگر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ یہ اس action کا reaction تھا۔ ارے یہ کیسا reaction تھا کہ مارا زید نے اور بکر کے پورے خاندان کو قتل کردیا۔ ان نوجوان بچوں کو جن کا کسی سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ پاک آرمی سے تعلق رکھتے تھے۔ جناب! یہ وہی پاک آرمی ہے کہ جب ہم مصیبت میں پڑے ، جب دشمن کی نگاہیں ہم پر پڑیں تو انہوں نے اپنی جانیں قربان کیں اور یہ trained ہو رہے تھے، واقعی یہ درگئی والے ٹریننگ لے رہے تھے ملک پر قربان ہونے کے لئے۔ ہم نے وقت سے پہلے ان کو مار کر ، وقت سے پہلے ان کو قتل کردیا۔ میں کہہ رہی ہوں کہ پوری قوم اس فعل پر شرمندہ ہے اس چیز کے لئے کہ ہم نے، جنہوں نے ملک کی سرحدوں کا تحفظ کرنا تھا، اپنے ہاتھوں سے ان بچوں کو قتل کردیا۔ اپنے گھر کے چراغوں کو خود بجھا دیا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم لوگوں نے خود ان کو مار دیا اور بڑے خوش ہیں کہ ہم شہادت کی موت حاصل کر رہے ہیں۔ جناب! ایسا نہیں۔ یہ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ پوری دنیا میں اسلام کا چہرہ کیوں مسخ ہو رہا ہے؟ کیا بات ہے کہ پوری دنیا اسلام سے خوفزدہ ہے، پورا مغرب ہم سے خوفزدہ ہے کہ ہم سارے دہشت گرد ہو گئے ہیں۔

جناب والا! پہلے تو ہمیں اپنے آپ پر غور کرنا چاہیے، ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ہمیں اس چیز کا حق حاصل نہیں ہے کہ کون مسلمان ہے ، کون مسلمان نہیں، کون شیعہ ہے کون

سنی ہے۔ کس کی داڑھی ہے کون بغیر داڑھی کے ہے، کون نماز ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے اور کون ہاتھ باندھ کر پڑھتا ہے۔ جناب! یہ اللہ اور اس کے بندے کا معاملہ ہے ' یہ ان کے درمیان طے ہونے دیں ' اللہ کو خود پتا ہے کہ اس نے کس کی بخشش کرنی ہے۔میرے اور آپ کے کہنے سے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اللہ ہماری نیتوں کو بہتر جانتا ہے۔ ہم پہلے اپنے آپ سے ' بے ایمانی ' جھوٹ ' دونمبری ختم کریں ۔ پہلے ہم اپنے آپ کو تو صحیح کریں۔ جناب والا! الحمدللہ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا اور آپ خود بھی گئے ہوئے تھے' رائیونڈ میں اکیس لاکھ لوگوں کا اجتماع تھا۔ حج اور عمرے پر آپ دیکھیں ماشاء اللہ لوگوں کا اجتماع کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی' چیونٹیوں کی طرح لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے محمد کا دین ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ مجھے اور آپ کو لوگوں کو قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اور آپ کو اپنے رویوں سے لوگوں کو بچانا ہوگا' اپنی محبتوں سے لوگوں کو بچانا ہوگا' ہمیں لوگوں کی brain washing نہیں کرنی۔ یہاں کوئی فرما رہے تھے کہ کیسی ٹریننگ تھی' بالکل ان کی ٹریننگ تھی یہ brain washing نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو سکھا رہے ہیں کہ جاؤ! جا کر چالیس انسان مار دو۔ اس بیس ' اکیس سال کے نوجوان کو ہم اس طرح تیار کر رہے ہیں کہ جاؤ آپ کسی بھی بے گناہ کو مار دو' آپ شہید ہو جاؤ گے ۔ آپ نے خود کش حملہ کردیا واہ واہ! بڑے فخر سے کہتے ہیں۔ جناب ! اس بچے کی کسی نے تو ٹریننگ کی ہوگی۔ وہ بھی کسی ماں کا بیٹا ہوگا ' کسی بہن کا بھائی ہوگا' کوئی ماں اس کے لئے بھی رو رہی ہوگی جو آج اپنے بچے کا نام بھی نہیں لے سکتے کہ میرا بچہ کہاں گیا۔ جناب! آپ دیکھیں کہ ایک بلی بھی اپنے بچے کو اس طرح نہیں چھوڑتی کجا کہ اس ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی کہ جس کے بچے یہ ٹریننگ حاصل کرکے ایک نہیں ہزاروں لوگوں کو جا کر مار رہے ہیں اور پوری دنیا میں ہم اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ ہم اسلام کے ٹھیکیدار نہیں ہیں' پوری دنیا میں الحمدللہ اسلام ہے اور چاروں طرف سے صرف پاکستان ہی بدنام ہو رہا ہے۔ ہم پاکستان میں بیٹھے ہیں اور بات افغانستان کی کر رہے ہیں۔ کرزئی صاحب کل تک بلوچستان میں بیٹھے ہوئے تھے' آج وہ ہمارے خلاف وہاں سے بڑے بڑے فتوے جاری کررہے ہیں۔ تم نے ساری عمر ہمیں افغان مہاجرین دیے ' ستر' اسی لاکھ افغان مہاجرین ہم لے کر بیٹھے

رہے ' ان کا کلاشنکوف کلچر اور تمام بری چیزیں ہمیں ملیں۔چرس ' افیون' کلاشنکوف یہ ساری بری چیزیں آپ نے ہمیں دیں اور خاص کر ہمارا علاقہ بلوچستان جو ہے۔اس کے متعلق آپ کو پتا ہے کہ وہ ان لوگوں کی وجہ سے کتنا متاثر ہے ۔ ابھی جو bomb blast ہوا ہے شیرپاؤ صاحب کے علم میں ہوگا کہ وہ افغان بچے تھے جنہوں نے یہ بم دھماکے کیے۔ دو ' چار ہزار لوگوں کو مارنا ان کے لیے بات ہی کوئی نہیں کیونکہ انہوں نے تو ساری عمر جنگ لڑی ہے اب ان کی جنگ کے اثرات ہم پر بھی ہیں۔ جناب والا! ہمیں اپنے رویوں کو تبدیل کرنا ہوگا ۔ جناب والا! ہم تو ایسے مسلمان ہیں کہ ہم نے اس دفعہ تین عیدیں منائیں۔ ہم نے تو زمین چھوڑ کر چاند کے جھگڑے شروع کر دیے۔ ہم نے تو یہ نہیں دیکھا کہ لوگ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں' لوگ عمرے پر گئے ہوئے ہیں' لوگ روزے سے ہیں۔ ایک صوبے نے علیحدہ عید منا لی ' دوسرے نے دوسری عید منا لی۔ میں تو کہتی ہوں کہ شیرپاؤ صاحب وزیر داخلہ ہیں انہیں ان لوگوں کو بلانا چاہیے تھا جنہوں نے یہ فتوے جاری کیے تھے کہ کل عید ہے۔ ایک ملک میں ایک ہی دفعہ عید ہوتی ہے ۔ یہ کیسا ملک ہے ' یہ کیسا قانون ہے کہ صوبہ سرحد والے وہاں بیٹھ کر عید کر رہے ہیں ' ان کو زیادہ چاند نظر آ گیا جبکہ ایک پوری Cabinet چاند دیکھنے کے لیے بیٹھی ہوئی ہے۔ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ' چاند دیکھ رہے ہیں ۔ ایک شخص کو پتا نہیں کہاں سے چاند نظر آ گیا۔ پوری ساری پٹی پر کسی کو نظر نہیں آیا۔ وہاں سرحد میں عید ہوگئی۔ ہم لوگوں کو تقسیم کر رہے ہیں' اپنے رویوں کو تقسیم کر رہے ہیں' ہمیں اپنا رویوں کو بدلنا ہوگا' ہمیں اپنی عادات کو بدلنا ہوگا' ہمیں یہ تبدیلی خود اپنے اندر لانی ہوگی' پہلے ہمیں خود مسلمان بننا ہے پھر ہم دوسروں کو مسلمان بنائیں۔ خود ہمارے اندر انسانیت نہیں رہی تو ہم دوسروں کو کیا کہیں۔ ہمیں دنیا کو دکھانا ہوگا کہ واقعی مسلمان ایک مضبوط قوم ہے۔ اسلام کو اللہ کا شکر ہے کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں درگئی کے واقعہ کی بھی مذمت کرتی ہوں کہ یہ واقعہ ناقابل معافی جرم ہے' یہ قتل ہے اور شیرپاؤ صاحب سے ہاتھ جوڑ کر' ہاتھ باندھ کر عرض کروں گی کہ جناب ! ان واقعات کی تحقیقات کریں اور صحیح چہرے ہمارے سامنے لائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ کا بہت شکریہ۔ میری سارے سینئر صاحبان سے

گزارش ہے کہ کل بھی شیرپاؤ صاحب کو پابند کیاہوا تھا، وہ جا رہے تھے، انہیں نہیں جانے دیا۔ آج بھی ان کو کہا ہے کہ پہلے جواب دے کر پھر آپ جائیں گے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے، آپ حضرات کم وقت لیں اور مختصر تقاریر کریں کیونکہ ہم ان سے جواب سننا چاہتے ہیں۔ راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔۔ --(عربی) ------- شکریہ جناب چیئرمین! آج سانحہ باجوڑ اور درگئی پر ایوان بالا میں عام بحث ہو رہی ہے۔ جناب والا! قرآنی تعلیمات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 برسوں کے اندر امت مسلمہ کو ہی نہیں بلکہ ساری انسانیت کو بتلائیں۔ ہمارے حکمران اور اکابر کاش! ان احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے معاملات چلاتے تو یہ ہمارے لیے اور ساری امت کے لیے ہمارے حکمرانوں کی روش مشعل راہ بن جاتی۔ جناب والا! ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ جو درگئی ہوا ہے وہ ٹھیک ہوا ہے۔ جس طرح ہماری بہن نے قرآن کریم کا نسخہ اٹھا کر بتایا تو چار دن پہلے اسی کتاب کے حوالہ جات ہم نے حقوق نسواں بل کے حوالے سے پیش کیے اور اسی مذہب کو ہم نے اٹھا کر رکھا تو جناب والا! ہم اسی کتاب کی بات کرتے ہیں جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ بلاشک اور بلا ریب کتاب ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی آئین اور کسی دستور کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ دستور ہے، یہ ضابطہ حیات ہے۔ مولانا رومی نے خوب کہا (فارسی) یہی آئین اور دستور ہے۔ ہم یہ بات پہلے سے کہہ رہے ہیں، روز اول سے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ بغیر تحقیق کے کسی کا خون کرنا، خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہوں، کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے! سٹیٹ میں ایک ذمی کو ایسا حق دیا ہے جیسا کہ کسی مسلمان کو دیا ہے۔ پیغمبر علیہ وسلم نے فرمایا (عربی) ان کا خون اور ان کا مال، ان کی عزت و آبرو محفوظ ہے، ان کا احترام ہے۔

جناب چیئرمین! حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کی غرض سے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔ راستے میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ایک بدوی اور ایک عربی سے ہوئی اس نے کلمہ پڑھا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کیا۔ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے رپورٹ پیش ہوئی۔ پیغمبر علیہ السلام نے اسامہ کو طلب کیا کہ اس کو کیوں

قتل کیا گیا ہے' اس نے تو کلمہ پڑھا ہے۔ اسامہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خوف کے مارے کلمہ پڑھا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام (عربی) محدثین دومعنی کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگ بیٹھے ہیں' کیا آپ نے اس کے دل کو پڑھا ہے؟ اندر دیکھا ہے کہ کلمہ ہے کہ نہیں؟ پھر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ اس کے فعل کے ساتھ میں شریک نہیں ہوں۔ اگر قیامت کے دن وہ اللہ کے سامنے کلمہ لے کر آئے گا تو میں پھر جوابدہ نہیں ہوں گا۔ آج کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور ہم یہ کہہ رہے ہیں (عربی) کہ ایک مسلمان کا قتل کرنا' ساری امت محمدی کو قتل کرنا ہے۔ خواہ وہ باجوڑ میں ہو' خواہ وہ درگئی میں ہو' خواہ کراچی میں ہو' خواہ بلوچستان میں ہو کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں؟ قرآن کریم میں اللہ رب العالمین نے فرمایا (عربی) جس نے کسی مسلمان کو قصداً عمداً قتل کیا اس کی جگہ جہنم ہے۔ اللہ رب العالمین ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں (عربی) کسی مسلمان کی عزت مجروح کرنا فسق ہے۔ ان کو قتل کرنا' اس کو حلال سمجھنا' اس پر مٹھائیاں تقسیم کرنا' باہر کے ملکوں سے شاباش اور آفرین لینا پیغمبر علیہ وسلم نے فرمایا (عربی) ایسے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ یہ اللہ رب العالمین نے ناجائز قرار دیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ کہاں کا انصاف ہے۔ امریکہ والے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بمباری کی ہے اور ہمارے حکمران کہہ رہے ہیں کہ نہیں' ہم نے کی ہے۔ ہم درگئی پر بھی پریشان ہیں' اس پر بھی مذمت کرتے ہیں۔ ہم باجوڑ پر بھی پریشان ہیں' اس کی بھی مذمت کرتے ہیں لیکن یہ حالات جن لوگوں نے بنا دیے ہیں وہ اس قوم' اس ملک' اس ملت' اس آئین' اس دستور کے غدار اور دشمن ہیں جو اس ملک میں ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں تاکہ ملک خانہ جنگی کی طرف چلے۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے میں اس ہاؤس کو اور سارے معزز اراکین سے اپیل کرتا ہوں کہ جس طرح بابر اعوان صاحب نے فرمایا کہ ایک بااختیار کمیشن بنایا جائے۔ میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ امریکی سینیٹ کلنٹن کا مواخذہ کرسکتی ہے' وہاں کولن پاول کو بلا سکتے ہیں تو ہمارے سینیٹر کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک تحقیقی کمیشن میں وہ نہیں جاسکتے۔ ہمارے سٹینڈنگ کمیٹیوں کی ہزارہا میٹنگیں ہوئی ہیں ایک بھی بتائیں کہ ان پر عمل ہوا ہے یا نہیں؟ آج ہمارا سینیٹ کسی بندے کا مواخذہ نہیں کرسکتا۔ یہاں پر میری بہن نے بات کی کہ ایک عید کیوں نہیں منا رہے۔ آپ لوگوں کو شاید چاند نظر آ رہا ہو۔ آسمان کو تو

ہم دیکھتے نہیں کیونکہ آسمان والوں سے تو ہم بیوفائی کرنے لگ گئے ہیں۔ ہم آسمان والوں کا احترام نہیں کرتے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم نے اس ملک کو چلانا ہے تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و ارشادات اور اللہ کے احکامات کو سامنے رکھ کر اس ملک کو چلانا ہے۔ ایسے یہ ملک نہیں چلے گا۔ یہ نظریاتی ملک ہے' یہ بنا بعد میں ہے اس کا نظریہ پہلے پیش ہو چکا تھا۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر صاحب بھی تشریف فرما ہیں ان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ہم دونوں واقعات کی مذمت کرتے ہیں۔ دونوں واقعات کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ وہاں پر ایک کمیشن بھیجنا چاہیئے تاکہ باجوڑ کے بھی حالات سامنے آجائیں' درگئی کے حالات بھی سامنے آجائیں۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس سے پہلے کہ ڈاکٹر ساعد صاحب تقریر شروع کریں میں ایک بات کہوں گا کہ حمید اللہ آفریدی صاحب نے ایک point of order اٹھایا تھا کہ یہ جو promotions ہوئی ہیں اور خاص طور پر جو چھوٹے صوبے ہیں ان کا quantum بھی officers کا پورا تھا' 20 سے 21 میں جانے کے لئے لیکن کچھ اعتراضات اٹھے ہیں سینیٹر صاحبان کی طرف سے۔ آپ اجازت دیں گے تو ایک Special Committee بنائی جائے گی ایس ایم ظفر صاحب کی صدارت میں' جس کے ممبر ہوں گے کامل علی آغا صاحب' سید دلاور عباس صاحب' حمید اللہ آفریدی صاحب' صفدر عباسی صاحب اور رضا محمد رضا صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو اس کمیٹی کو ہم officially constitute کر دیں گے تاکہ وہ ان چیزوں میں terms of reference بھی بنا دے اور باقی معاملات بھی طے ہوں گے۔ خوش قسمتی سے سلیم سیف اللہ صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور شیر پاؤ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان دونوں کا چھوٹے صوبوں سے تعلق ہے۔ ان چیزوں کا ہم سب کو بہت زیادہ احساس ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ بنا دی جائے۔ سندھ سے اگر کرنل طاہر مشہدی آجائیں تو بہت اچھی بات ہوگی۔ صفدر عباسی صاحب تو ہیں لیکن طاہر مشہدی صاحب بھی آجائیں in the largest interest of officer cadre. سندھ میں کیونکہ دو حصے ہیں' urban اور rural وہ urban سے آجائیں گے اور یہ rural سے آجائیں گے۔

جی ڈاکٹر ساعد صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I am very pleased to express my views about the Bajore and Dargai tragedies. Within the limited time, Mr. Chairman, I will only consider the Bajoure incident. I will not spend a lot of time, Mr. Chairman, to demonstrate that the Bajoure incident was carried out by Americans. This is a fact which is established even from the American sources. Mr. Chairman, the Bajoure incident, the bombing of the *madarassa* in Bajore was a very heinous act. It was a cruelact. It was a very inhuman act as many of my friends before you pointed out, 80 persons were killed in the bombing and out of these 40 were innocent children.

I would like to say, Mr. Chairman, that the bombing was totally uncalled for. The incident took place on the 30th of October and on the 31st of October. An agreement was to be signed between Maulvi Liaqat Ali and the Government of Pakistan and it came as a very big shock. Mr. Chairman, it came as a very big shock when the military spokesman Shaukat Sultan came up with the unfortunate statement that it was not the Americans but Pakistan Army did bomb the *madarassa* in Bajoure. He declared that the madarassa was being used as training ground for the terrorists and he also said that all those killed were terrorists. This, Mr. Chairman, was a totally fabricated lie with absolutely no evidence.

Mr. Chairman, on the top of it, Pervez Musharraf added fuel to the fire by saying that there were no innocent people involved in the incident and anyone saying otherwise, is telling a lie. As you can appreciate, Mr.

Chairman, Pervez Musharraf has bailed out Americans, his American friends from the charge of attacking a sovereign state but I am sorry to say that in the process he has rendered tremendous harm, incalculable harm to the reputation of Pakistan army and the ruling government.

جناب چیئرمین! آپ خود فوج میں رہ چکے ہیں

If this incident had occurred in a European country with a democratic institution, the military high command that had ordered the bombing of its citizens and a military high command that has accepted the responsibility of the bombing that was carried out by another sovereign state that military high command would have been immediately court marshalled and they would have been behind the bar by now.

جناب یورپ کی بات تو چھوڑیں اس قسم کا واقعہ اگر انڈیا میں بھی پیش آتا تو ان کی ساری Military high command اب تک dismiss ہوتی۔

This House has a right, Mr. Chairman, to know the circumstances in which Pakistan army was persuaded to accept the responsibility of the bombing of the Bajour. We would like to know, Mr. Chairman, whether the responsibility of bombing was accepted voluntarily or whether it was accepted on the temptation of catching some cash award.

I would also like to draw your attention sir, to the possible fall out for this unfortunate incident. Mr. Chairman, the people of Bajour were intensely angry with the Americans for bombing of their *madrassah* but they were absolutely furious, violently furious with the Government of Pakistan for accepting the responsibility for this extremely tragic tragedy. It seems to me, Mr. Chairman, that Bajour bombing will be a watershed in

relation between tribes and the Government of Pakistan and as things are at the moment today an agreement, was going to be done in Waziristan; now it will be difficult to sign with anyone of the tribes. Mr. Chairman, we have also heard the other day that Pushtoons believe in non-violence

پشتون قوم جو ہے وہ عدم تشدد پر یقین رکھتی ہے۔

This is absolutely true because this is a Gandhian concept

یہ تو گاندھی کا فلسفہ ہے، concept ہے جناب والا

Pushtoons would definitely extend friendship to a person who is his friend. Pushtoon would definitely honour a person when a respect is extended to them but I want to tell you, Mr. Chairman, that pushtoon would definitely fight back, pushtoon would definitely fight back when bullets and guns are shown to them.

Mr. Acting Chairman: Thank you, Dr. Sahib.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman, just give me a few minutes. The family members of the victims at the Bajour Agency run into several hundred and following the traditions, the tribal traditions, they are bound to retaliate and theyare bound to retaliate with serious consequences.

Mr. Chairman! as things are at the moment, it looks to me that the Pakistan Army will have to remain at the Tribal Areas for a very long time, even if fighting comes to an end in Afghanistan, even if peace returns to Afghanistan.

Mr. Chairman! also I would like to bring it to your kind notice that

these executions of the development projects in tribal area will come to an end. The social and political integration of the tribal people with the rest of the country will remain only a wishful dream. As you are aware sir, Sahibzada Haroon Rashid, an MNA from the Bajour agency has resigned as a protest from the National Assembly. He has said and we should makea note of it that he no longer wants to sit in a National Assembly that cannot guarantee the protection of the country's border. He would no longer sit in Assembly that cannot guarantee the security of its citizens. This is a very serious statement sir and we should not take it lightly. This incident, Mr Chairman! has really shaken our confidence in the high command of our army and people are seriously wondering whether the defence of the land is really in safe hands. It is now upto the Parliament, sir, to consider ways and means for restoring people's confidence. This issue should not be just brushed aside Mr. Chairman. People have the right to know as to how our military high command is not capable of safeguarding our frontier.

Lastly, sir, I just want to give a few suggestions for the improvement of the situation. Firstly, sir, Mr. Chairman, the Government should lodge a very strong protest with the American Government for the bombing of innocent civilians in a sovereign State. The Government should also very frankly apologise for the misinformation and disinfromation about the incident and for taking the responsibility of bombing. This will go, I am sure, alongwith Mr. Chairman, in pacifying the terrible feelings of anger and protest among the tribes people. Secondly,

sir, the families of the victims should be compensated generously and immediately and thirdly, army should be withdrawn from all areas and this is a promise and commitment that the Quaid-e-Azam made with the Tribes when he visited the Tribal Areas in 1948. And lastly, these Treaties should be signed with the Tribal elders on the pattern of Waziristan. But after the Bajaur tragedy it looks that the Tribes will be reluctant to enter into any agreement with the Government. For making any Treaty with the Tribes, it is absolutely essential that Pakistan should withdraw as a coalition partner from the so-called war on terrorism. Because according to the agreement made between Pakistan and the Allied Forces, Pakistan cannot enter into any peace agreement unilaterally even with its own citizens. This is not only a matter of serious concern, sir, but also a matterof great change. Mr. Chairman, this House has a right to know on what terms and conditions we have been pushed into this war against terrorism. I agree with my friends here that there should be a Committee of Parliamentarians to probe into these two incidents independently, not only this, it should also probe cases of security lapses during the year 2006 and also it should identify Mr. Chairman, personnels of High Commands responsible for these lapses. I would just like to refer to a statement that was made by Winston Churchil during the Second World War when he was presiding a meeting of the Senior Defence Officers. He said:

"Defence of the country is a very serious matter and it cannot be left entirely to the discretion and judgement of the Military

corners."

Mr. Chairman, lastly, I would like to say that Pervez Musharraf and Shaukat Sultan should realize the seriousness of the situation and they must refrain from making irresponsible statements. These two gentlemen should not forget that they are sitting on the top of a violent volcano which can errupt and disrupt any time. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ - آپ بڑے مہذب طریقے سے overshoot کر گئے ہیں - ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب -

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اور کسی نے بولنا ہے تو ان کو بلوالیں میں بعد میں بول لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ بول لیں - میں نے آپ کا نام بہت نیچے کیا لیکن پھر بھی آپ بہت اوپر ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اور لوگ جو رہ گئے ہیں تو وہ کرلیں میں اگر رہ بھی گیا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا -

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں رہ نہ جائیں آپ -

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی، صاحبزادہ خالد جان صاحب کا نام نہیں ہے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین، صاحبزادہ صاحب کا کل نام تھا لیکن نہیں تھے - کل ان کا نام تھا۔اچھا پھر گزارش ہے کہ وقت مختصر کرتے جائیں۔ سب سے پہلے رضا محمد رضا صاحب -

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ لیکن اتنی عجلت بھی نہیں کہ ہم کوئی بات نہ کرسکیں۔ کوئی مشکل نہیں ہے، ہمارے پاس وقت ہے، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ باجوڑ میں جو واقعہ ہوا اس پر میرے پارلیمانی لیڈر جناب عبدالرحیم صاحب نے اپنی پارٹی کا موقف رکھا، وہی محکوم اقوام، پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی اور پونم کا بھی موقف ہے۔جناب والا! میں ان کے ایک ایک لفظ کی تائید کرتا ہوں اور کسی حد تک ڈاکٹر مالک صاحب کی بات کی بھی کہ یہ جو واقعات

ہوتے ہیں اس کے اسباب ہیں اور اس سے ہم سبق نہیں سیکھتے اور نہ ہی اسباب کو دیکھتے ہیں۔
افغانستان کے حوالے سے جو جنگ تین دہائیوں سے جاری ہے اور اس کی بنیاد ہمارے اس ملک کے استعماری حکمرانوں نے یہ strategy بنا رکھی تھی کہ افغان غیور ملت کو، تاریخ کے جو دو تین ہزار سالوں کے افتخارات دیئے ہیں، یہ جو ہم غزنوی، غوری، ابدالی اور لودھی کی بات کرتے ہیں، یہ سارے ہمارے اس غیور ملت کے افتخارات ہیں اور استعماری قوتوں کو یہ خوف تھا کہ اس جدید دور میں بھی ایک جدید ریاست بنے گی، اور جیسے کل آپ نے کہا کہ ایسی غیور ملت جو اپنی ملی استقلال، ملی حاکمیت اپنی ارض کی سلامتی اور اپنے اختیار کے لئے سب کچھ قربان کرتے ہیں۔ اس کا راستہ روکنے کے لئے استعماری قوتوں نے یہ strategy بنائی تھی کہ افغانستان کو وقت سے پہلے قابو کرنا ہے۔ جناب والا! اس کے لئے وقت چنا گیا تھا، جب افغانستان کے شاہی نظام میں طاغوت خان نے ایک جمہوری تبدیلی لائی، اس وقت یہاں استعماری قوتوں نے افغانستان میں جنگی مداخلت کی بنیاد رکھی اور یہ جو مسلح قوتیں ہیں اور ہمارے بعض قائدین کا بھی یہ مشورہ تھا کہ افغانستان nationalism کو آزاد افغانستان نے شکست دینا ہے۔ محکوم افغان سرزمین پر پشتون افغان nationalism کو شکست نہیں دی جا سکتی، اس کے تحت جو ہم گلبدین، ربانی اور تمام قوتوں کو trained کرتے رہے، یہ بموں اور دہشتگری کی بنیاد اس وقت پڑی۔

جناب والا! میں یہ بھی کہوں گا کہ اس کے نتیجے میں جب ایسے حالات بنے کہ افغانستان پر صورتحال مسلط کی گئی۔ افغانستان کا انقلاب تھا یہ کبھی بتائیں گے کہ یہ مسلط کی گئی لیکن پھر بھی افغان انقلاب ہوا۔ یہ امریکہ اور روس کو بیک وقت پتا چلا تھا اور افغانستان کی اپنی تبدیلی تھی، کسی کا کوئی role نہیں تھا لیکن وہ جو جمہوری اور ترقی یافتہ اور جدید افغانستان بنانا چاہتے تھے اس کے خلاف 18 مہینوں تک جو دہشتگردی کا network بنایا گیا اور بدقسمتی سے جہاد کے نام پر، خدا اور رسول کے نام پر، مدرسہ اور مسجد کے نام پر، communism کے نام اور الحاق کے نام پر جو ناروا فتوے ہوتے رہے اور communist China اور اُدھر استعماری امریکہ کو لا کر network شروع ہوا۔ یہ پختونخواہ کے ریکارڈ پر ہے کہ اس وقت بھی ہمارے قائدین جناب محمد خان نے کہا تھا کہ جو آپ تمام دنیا کی قوتوں کو لا کر دہشگردی، جارحیت اور مداخلت کا بدترین نظام بنا رہے ہیں، دنیا بھر کے جدید اسلحے کو افغانستان میں لا رہے ہیں تو وہاں پر روس آئے گا۔ جناب

والا! یہ ریکارڈ پر ہے' ہم اس ہاؤس کے سامنے پیش کریں گے' سوویت یونین کے افغانستان میں آنے سے بہت پہلے 18 مہینے تک افغان عوام کا انقلاب' ان کی حکومت جن کو افغانستان کی غالب اکثریت کی حمایت حاصل تھی' وہ تبدیلی اور انقلاب کا جشن منا رہے تھے۔ جناب والا! یہ افغانستان پر اتنی بڑی طاقتوں کا حملہ تھا' افغانستان کے دفاع کے لئے سوویت یونین کو آنا پڑا۔ یہاں موجود نہیں ہیں ہمارے سابق ISI کے چیف جنرل جاوید صاحب کہ وہ کون سا network بنایا گیا' رباط سے لے کر ایران کے ساتھ جو افغانستان کا border ہے اور پھر وہاں خان چترال تک' اس تمام سرزمین کو جو Durand Line کے اس پار ہے اور اندر بھی سینکڑوں تورا بورا جیسے tunnel بنائے گئے اور اس تمام دور میں ہمارے افغان عوام کو افغانستان کے اندر بھی اور یہاں بھی وہ ڈھال کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ہمارے عوام کو' افغان عوام کو افغانستان کے اندر اور یہاں پر بھی ڈھال کے طور پر استعمال کرتے رہےہو اور مدرسوں کو مورچے کے طور پر' مسجد کو مورچے کے طور پر استعمال کرتے رہے ہو۔ میں اس میں یہ کہوں کہ ہزاروں مدرسے جنگ کی مد سے بنائے گئے ہیں اور اس کا نتیجہ آپ نے دیکھ لیا۔ جب Soviet Union افغانستان کے ساتھ جینیوا معاہدہ پر راضی ہوا اور یہ guarantee تھی کہ کوئی مداخلت نہیں ہو گی اور یہاں کے تمام باشندے جو افغانستان سے بزور لائے گئے تھے' ان کو مجبور کرکے' افغانستان کی آبادی کو بدترین دہشت گردی کے ذریعے migration پر مجبور کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! مختصر کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! میں مختصر کرتا ہوں۔ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جب افغان پورے خطے پر حکمرانی کر سکتے ہیں تو اپنے آپ پر کیسے نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھ بھی لیا کہ Soviet Union کے چلے جانے کے بعد ڈاکٹر نجیب اللہ کی سربراہی میں افغان فوج نے اس تمام جنگی لشکر کو شکست دی تھی جس میں America بھی تھا' جس میں چین بھی تھا جس میں پاکستان بھی تھا' 61 ممالک تھے۔ جناب! اس کے بعد کیا ہوا جب انتقال اقتدار ہوا' افغانستان میں' میدان شکست میں نہیں۔ وہ افغان عوام کو افغانستان میں ڈھال بنا رہے تھے' ڈاکٹر نجیب اللہ نے کشت و خون سے بچنے کے لئے امن و مصلحت کی خاطر۔ جناب! جب انتقال اقتدار ہوا پھر جو وہ

اقتدار بنا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بس کر رہے ہیں' اختتامی کلمات ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، اس میں وہ تمام so called مجاہد تھے' ہشت گانا' ہفت گانا یہ تمام تنظیمین ربانی سے لے آخری آدمی تک اس میں شامل تھے لیکن یہاں جنرل حمید گل چاہتے تھے کہ افغان army میری بنے گی' ISI کے control کے تحت افغان army بنے گی۔ جناب! اس نکتے پر جھگڑا رہا اور آپ نے دیکھا کہ طالبان کیسے آئے' عرب سے کیسے آئے۔ ہمارے media کے بڑے بڑے پہلوان ہیں' ان کو پتا ہے' record پر ہے کہ یہ 80 ہزار خارجی دہشت گرد تھے۔ جناب! ان کے پاس network chemical, biological, آپ انتراج کو چھوڑیں' dirty bomb جیسا بدترین network ہے۔ ان کے پاس دنیا بھر کے funds ہیں' دہشت گردی کا ایسا network ہے جو New York کو جلا سکتا ہے جو Washington کو جلا سکتا ہے اور یہ network آپ نے ہماری سرزمین پر قائم کیا۔ جب دنیا نے محسوس کیا کہ ہم نے خود بدترین خطرات پیدا کئے اور ردعمل کے طور پر 9/11, 9/11 میں آپ پرویز مشرف کودعا دیں' اگر وہ u-turn نہ کرتے' یہ تمام B-52 میں نے پہلے بھی کہا' ان کے daizy cutter bombs آپ کے اسلام آباد پر گرتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کر رہے ہیں' آپ کی باری next ہے۔ خواتین Senators رضا صاحب کو پیار سے چھیڑتی ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، آپ ان کو دعا دیں کہ جناب! آپ کو بچا لیا۔ جناب! وہ 80 thousandبدترین دہشت گرد تھے' وہ ہمارے ادھر کوئٹہ سے لے کر' باجوڑ تک آپ نے یہ net ان کے حوالے کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you رضا صاحب! یہ repeat ہو رہا ہے' کافی چیزیں میرا خیال ہے کہ ہم چار گھنٹے سے یہی سن رہے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! یہ بڑی کام کی باتیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے

کہی ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! آپ خارجی دہشت گردوں کو وزیرستان کی حکمرانی دے رہے ہیں، آپ ان کو باجوڑ کی حکمرانی دے رہے ہیں۔ وہاں پر یہ جو اورکزئی گورنر ہے، وہ محفوظ نہیں ہے، آج بھی اس پر حملہ ہوا ہے۔ آج کے اخبارات اٹھائیں، وہاں پر tax لے رہے ہیں، وہاں پر طالبان سے بدترین صورتحال مسلط ہے۔ جناب! ایسے حالات میں آپ یہ جو مدرسوں کی بات کرتے ہیں۔ لیاقت کا مدرسہ، لیاقت بدترین دہشت گرد ہے، وہ خود کہتا ہے کہ میں الزواہری، اسامہ کو پناہ دینے کے لئے تیار ہوں، وہ publicly کہتا ہے۔ تمام جنگ میں لیاقت اور فقیر ان کا network استعمال ہوا ہے۔ ہمارے یہ ساتھی کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب! دنیا نے اس کو بدترین عالمی دہشت گردی کی belt قرار دیا ہے جس پر Tony Blair نے کہا کہ ہم تیسری عالمی جنگ لڑیں گے جس میں اس نے کہا کہ دنیا کے امن کے لئے یہاں فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ آپ اس کو مذاق سمجھتے ہیں اور جناب! سرزمین ہماری ہے، کوئی پنجاب کی سرزمین نہیں ہے، نہ کسی اور کی ہے۔ افغان سرزمین کو، افغان عوام، پشتون عوام کو ڈھال کے طور پر اور اسلام کے مقدس دین کو، مدرسے کو، مسجد کو آپ استعمال کر رہے ہیں۔ یہ سارے قرآن پر بولے، یہ کیسے معصوم تھے یعنی جو ایک ہفتے میں military پر حملہ کر سکتے ہیں، یہ ایسے معصوم تھے۔ اسامہ کے تمام cassettes دیکھیں، انہی معصوم بچوں کے brain wash کر کے استعمال کر رہے ہیں، آپ کشمیر میں بھی اور ادھر بھی استعمال کر رہے ہیں۔ یہاں پروفیسر صاحب نے کہا کہ لوگ willingly دے رہے ہیں، کوئی نہیں دے رہا ہے۔ جناب! دہشت گردی کی، پیسوں کی کوئی کمی نہیں ہے، دہشت گردی کا ایک ایسا network ہے جو state سے بھی طاقتور ہے، کوئی پیسے کی، اسلحہ کی اور نظام کی تبلیغ کوئی کمی نہیں ہے اور جناب! دہشت گردی ایک term ہے۔ میں نام نہیں لینا چاہتا، میڈیا کے بعض لوگ آپ کی ایک ڈویژن سے زیادہ خطرناک اقدامات کر رہے اور دہشت گردی پھیلا رہے ہیں، آپ کے Channels پھیلا رہے ہیں۔ آپ ہماری تمام عوام کو جنگ پر اکسا رہے ہیں۔ جناب! یہی وجہ ہے کہ افغانستان نے آپ کو کہا ہے کہ آخری warning ہے، میں نائیک صاحب سے بھی کہتا ہوں کہ افغانستان میں موجود اقوام متحدہ کی فوج کے پاس

Security Council کا mandate ہے' وہاں پر اگرچہ ,NATO برطانیہ اور امریکہ بھی موجود ہیں لیکن Security Council کی مرضی سے ہیں اور ان کا mandate ہے کہ جہاں سے افغانستان پر حملہ ہو گا' وہ وہاں پر آئیں گے اور آپ کو جو کرزئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم دو جرگے کریں گے۔ دونوں جرگوں میں دونوں اطراف کے لوگ بٹھائیں گے۔ دونوں صدور بھی آئیں گے' آپ کا جنرل صدر' بھی اس میں آئے گا لیکن جناب! یہ اقوام متحدہ کی نظامت' نظارت کے تحت ہوں گے۔ آپ سے کہا جا رہا ہے کہ یہ جو دہشت گردی کی صورتحال ہے' اس کا خاتمہ کرو اور اگر آپ نہیں کرتے' تو پھر ٹونی بلیئر والی بات کے لیے تیار ہونا ہو گا۔ میں بھی اپنے ساتھیوں سے یہ کہتا ہوں کہ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں اور اگر یہ دہشت گرد اسلام کے اتنے علمبردار ہیں تو پھر اسامہ' الزواہری جا کر فلسطین میں لڑیں اور یہ جو چیچن اور ازبک آپ لائے ہیں وہ کیا اپنے ممالک میں نہیں لڑ سکتے؟ ہماری سرزمین پر کیوں 80,000 دہشت گردوں کو بٹھایا ہے؟ جس کی وجہ سے ہمارے مدرسے' مساجد' شہر اور عوام متاثر ہو رہے ہیں۔ ہم اپنے MMA کے ساتھیوں سے کہتے ہیں' محمود خان نے پشاور کے جرگے میں کہا تھا' آئندہ بھی کہیں گے کہ افغانستان میں طالبان کی کوئی حمایت نہیں ہے۔ افغانستان کی حکومت نے کہا ہے کہ آ کر Television کھولیں' آپ کو ہر قسم کے اظہار کی آزادی ہے' الیکشن لڑیں لیکن جنرل حمید گل' اسلم بیگ اور ایسے لوگ اس فوج میں ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ افغانستان کے ادارے پھر ختم ہو جائیں یعنی جو اقوام متحدہ نے آئین' پارلیمنٹ اور وہاں کی جمہوری حکومت بنائی ہے' ان کا یہ ارمان کبھی تاریخ میں پورا نہیں ہو گا۔ اب اگر آپ نے مزید اقدامات کرنے ہیں تو پھر افغانستان وہی کرے گا جو اس نے تاریخ میں کیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب! thank you.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! اقوام متحدہ وہی کرے گا۔ روس نے یہی غلطی کی جس دشمن کو اس نے پہچانا تھا' Bear Trap کے بعد پہچانا کہ میرا دشمن کون تھا' Bear Trap کتاب چھپنے کے بعد اگر اس کو یہ علم ہوتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، تھوڑا مختصر کر لیں۔ جو آپ کہنا چاہتے تھے' وہ تو کہہ

گئے ہیں، اب آپ اس کو طول دے رہے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: یہ تو امریکہ نے سبق سکھایا ہے کہ جہاں سے مداخلت ہو رہی ہے، اس جگہ سے روکنا ہے۔ اس جگہ پر حملہ کرنا ہے جہاں پر دہشت گرد تیار ہو رہے ہیں اور ہم مدرسوں میں تیار کر کے بھیجیں گے تو اس طرح مدرسوں پر حملہ ہو گا۔ اگر ہم اپنے شہروں کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں گے تو شہروں پر حملہ ہو گا۔ جناب! آپ وزیرستان جائیں، ہزاروں، سینکڑوں لوگ وہاں قتل ہوئے اور جیسا کہ عبدالرحیم صاحب نے کہا کہ یہاں قائد اعظم یونیورسٹی میں پڑھنے والے وہاں کے student عید کے موقع پر بھی وہاں نہیں جا سکتے۔ شیرپاؤ صاحب اور آپ انکوائری بٹھائیں کہ وزیرستان میں کیا صورتحال ہے کہ جب ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے بچے اپنے گھر میں نہیں جا سکتے، بد ترین دہشت گردی ہے۔ قتل و غارت گری جو ہمارے شہروں میں پھیل رہی ہے اس کا اصل سرغنہ یہ دہشت گرد ہے جو network آپ نے پشتونخواہ کی سرزمین، محکوم افغان کی سرزمین، یہاں سے لے کر اس جگہ تک اور اس وجہ سے جناب! ہم آگ سے کھیل رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، تشریف رکھیئے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: اس میں بیٹھنے کی بات ہے، میں بیٹھوں گا لیکن وہ جو ٹونی بلیئر آپ کو کہہ رہا ہے کہ صورتحال اتنی سنگین ہے کہ یہ جو belt ہے، یہ دہشت گردی کی بدترین belt ہے۔ آپ ہماری پوری قوم کو دہشت گرد بنا رہے ہیں اور ایسے ہی پیش کر رہے ہیں۔ وہ بات درست ہے، میں دوسرے ساتھیوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ پشتون نہ دہشت گرد تھا، نہ terrorist نہ فرقہ پرست ہے، پشتون زمین پر ہر مذہب، ہر عقیدے، ہر رنگ کے لوگ محفوظ تھے اور رہیں گے۔ ہم کسی سے نفرت نہیں کرتے لیکن اس خطے میں امن کے لیے یہ صورتحال ہے۔ اب جناب! بہت سی کتابیں آ گئی ہیں۔ یہ مشرف کی کتاب میں بھی ثابت ہوا کہ ہم نے جو دہشت گردی کی جنگ لڑی، ہم نے اپنے ہاتھوں سے بارود کے انبار قائم کیے اور اس میں اب پاکستان رہ رہا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Raza Sahib.

سینیٹر رضا محمد رضا: آپ کو نجات حاصل کرنی ہے تو امن کا راستہ اپنائیے' افغانستان میں مداخلت بند کرنے کا' سرزمین پشتونخواہ سے تمام دہشت گردوں کو نکال باہر کرنے کا۔ آئندہ بھی طاقت کی بجائے' انتہا پسندی' دہشت گردی کی بجائے پرامن جدوجہد کے ذریعے راستہ بنائیں۔ اگر کوئی popular ہے تو افغانستان میں جا کر الیکشن لڑے' ٹیلی ویژن کھول کر جیسا کہ یہاں الیکشن لڑتے ہیں۔ جیساکہ ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ آپ کھل کر دہشت گردی کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ جو باجوڑ میں جلسے آپ کرتے ہیں' جسے آپ جہاد کہہ رہے تھے' جہاد' فی سبیل اللہ جہاد' یعنی آپ کا جو نعرہ ہے وہ کس کے خلاف جاتا ہے۔ آپ میں جرأت ہے تو آپ اس تھانے پر حملہ کریں۔ آپ کو افغانستان آسان نظر آ رہا ہے' کس بات کا جہاد؟ افغانستان میں جو لوگ اس وقت اقتدار میں ہیں' ہر ملا سے' قاضی سے بھی' فضل الرحمٰن سے بھی دینی لحاظ سے سب سے زیادہ بہتر ہیں' بہت بلند ہیں۔افغانستان کے جو لوگ بھی اس وقت حکمران ہیں' عوام کی تائید اور حمایت سے ہیں۔ اگر کوئی مائی کا لال کہتا ہے کہ میں popular ہوں' جا کر افغان عوام سے ووٹ لائے' اگر دہشت گردی اور عالمی دہشت گردی کرتے ہیں' آپ اسامہ کو لڑاتے ہیں افغانستان کے جہاد کے لیے----

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ بیگم گلشن سعید! آپ اس کے بعد ہیں' آپ اپنی تقریر کریں' floor لیں۔ آپ کی باری تھی ابھی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا next کوثر فردوس صاحبہ بھی چلی گئیں۔ اسماعیل بلیدی صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں وہ ناراض نہیں ہوئیں۔ جو رضا صاحب کہہ رہے تھے' سیاسی طور پر آپ سوچیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے آخر میں یاد فرمایا۔ تو کبھی کبھی اس طرف بھی دیکھا کریں۔

ہم دو دن سے یہاں پر جو بحث یا debate کر رہے ہیں وہ جناب! باجوڑ اور درگئی کے واقعات ہیں۔ ایم ایم اے ان دونوں کی شدید مذمت کرتی ہے اور ہمارے کچھ ساتھی فرما رہے ہیں کہ افغانستان میں موجودہ حکومت کا وہاں کے لوگ ساتھ دے رہے ہیں اور وہاں ان کی اکثریت ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ روزانہ وہاں کتنے امریکی مارے جا رہے ہیں؟ اور وہاں کرزئی صاحب خود یہ بیان دے رہے ہیں کہ میں طالبان سے مذاکرات کے لیے بھی تیار ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا کہ وہاں صرف موجودہ حکومت کو لوگ چاہتے ہیں' اس پر وہ نظرثانی کریں ۔ باقی یہی اسامہ اور ملا عمر جب روس افغانستان میں لڑ رہا تھا' مداخلت کر رہا تھا' ان کا نام مجاہد تھا' امریکہ نے ان کو کہا کہ مجاہد ہیں۔ اب یہ القاعدہ اور دہشت گرد قرار دیئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے کچھ ساتھی ہیں ان کے مقاصد پورے نہیں ہوئے اسلام کے خلاف' اب اُن کو یہ تکلیف ہے اور یہ ان کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں کبھی مدرسے کا نام لے کر' کبھی مسجد کا نام لے کر ' کبھی ایم ایم اے کے کسی قائد کا نام لے کر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو باجوڑ کا مسئلہ ہوا تھا' آپ کے اسفند ولی صاحب نے خود وہاں جانے کی کوشش کی ' کیونکہ پونم کا حصہ ہیں' آپ نے اس کو روکا۔ یہ تو انسانیت پرظلم ہے جو 80 طلباء پر ہوا ہے ' جو بیگناہ اورمعصوم طلباء مارے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم ایم اے نے کبھی کسی طاقت ور کی نہ حمایت کی ہے' نہ کرے گی اور ہم نے بھی یہ کہا ہے کہ جو مداخلت ابھی مدارس اور علماء' مسجدمیں کی جا رہی ہے' یہ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تحریک تو بن رہی ہے۔ آگے جا رہی ہے۔ اگر کچھ کو تکلیف ہے' تو وہ اپنے ردعمل سے وضاحت کریں گے کہ کس طرح ان کو تکلیف ہے ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ باجوڑ کا جو واقعہ ہوا جناب چیرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہماری بحث بے سود اس لیے ہے کہ ہمارا ملک پاکستان ابھی تک آزاد نہیں ہے ۔ ہم ابھی تک باہر سے dictation لیتے ہیں اور حملہ پاکستان کی فوج نے نہیں کیا۔ یہ تو ہمارے وزیر داخلہ صاحب چونکہ قبائلی شخص تھے' ہم ان کا احترام ضرور کرتے ہیں لیکن میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بھی اپنے دفتر اور گاڑی تک محدود ہیں ' پالیسیوں پر کیا کرنا ہے' یہ آپ کو پتا نہیں ہے بحیثیت وزیر داخلہ پاکستان کے ۔ یہ اوپر سے فیصلے ہوتے ہیں ۔ جب ہمارے صدر صاحب امریکہ گئے تو انہوں نے باقاعدہ ان سے agreement کیا کہ آپ جاتے ہوئے کوئی ایسا واقعہ کریں اور ہم سے کرائیں تو یہ حملہ امریکی افواج نے کیا اور

ہمارے پاکستان نے اس کو accept کیا کہ ہم نے حملہ کیا ہے یہ تو مجھے بہت افسوس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی حکومت کے خلاف ایف آئی آر درج ہونی چاہیئے۔ اس واقعہ کے بعد کیونکہ یہ ایک معمولی واقعہ جناب نہیں ہے اور اگر وہاں ایک دہشت گرد کے لئے آپ کے پاس information تھی کہ وہاں کوئی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ وہاں دہشت گردوں کو پناہ دی جا رہی ہے۔ تو ان کو پکڑنے، مارنے کا کوئی اور بھی طریق کار تھا۔ یہ تو پوری دنیا میں بھی آپ جائیں، کوئی مجرم کو بھی اس طرح نہیں مارتے، اگر آپ نے دعویٰ کیا کہ جی وہ دہشت گرد تھے آپ کے پاس ثبوت کیا ہے۔ ابھی تک پریس میں، میڈیا میں کبھی آپ نے کوئی ثبوت دیا، پیش نہیں کیا کہ وہ دہشت گرد تھے۔ وہ بارہ سال، پندرہ سال کے درمیان کی عمر کے لوگ تھے۔ اور یہ اگر وہاں کوئی طلباء پڑھتے ہیں۔

جہاد ایک subject ہے اسلام کا، اس کو کوئی نہیں چھوڑ سکتا ہے۔ جہاد کے معنیٰ یہ نہیں ہے کہ خودکش حملہ کریں، کسی کو ماریں۔ اسلام ہمیں اجازت نہیں دیتا۔ نہ کوئی قانون میں اجازت ہے۔ لیکن یہ ہے کہ مجھے بہت افسوس ہے کہ اگر امریکہ براہ راست آ کر ہمارے ملک میں آپریشن کرتا ہے۔ ہمارے وزیر داخلہ کو پتا نہیں ہے۔ ہماری ایجنسیوں کو پتا نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ ملک آزاد ہے تو اس کی کیا آزادی ہے جناب۔ اس کے بعد موجودہ حکومت کو resign کرنا چاہیئے تھا۔ خدا کی قسم اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ یہاں حکومت کرے کیونکہ وجہ یہ ہے کہ جب ہمارے وزیر داخلہ بے چارہ بے اختیار ہے۔ اس کو آپریشن کا کوئی پتا نہیں تھا۔ امریکی کمانڈر، امریکی ہیلی کاپٹر آئے ڈائریکٹ انہوں نے حملہ کیا۔ ان کو مارا تو میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! یہاں کی ایجنسیاں ان حالات کو خراب کرنے میں برابر شریک ہیں یا یہ خود کراتے ہیں یہ معاملات۔ ابھی کراچی میں کتنے لوگوں کو، عالم دین کو مارا گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحب اس میں اپنی سفارشات دیں، suggestions دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میری سفارشات یہ ہیں کہ کراچی میں جو واقعات ہوئے ہیں

جناب قائم مقام چیئرمین، باجوڑ اور درگئی کے حوالے سے بات کریں

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، بلوچستان میں جو واقعات ہو رہے ہیں۔ پورے ملک میں، یہاں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جو میزائل پکڑے گئے یہ کس نے لائے۔ یہاں کوئی مائی کا لال لا سکتا ہے۔ اس کو ابھی تک ہمارے وزیر داخلہ نے اس ہاؤس کو نہیں بتایا کہ ان کے لانے والے کون تھے۔ یہاں اگر کوئی لا سکتا ہے اس کے معنیٰ یہ ہے کہ کوئی تحفظ نہیں ہے اس ملک میں۔ ہمارے ساتھ، ہماری پارلیمنٹ، ہمارے وزیر اعظم، ہمارے منسٹرز کو بھی تحفظ نہیں ہے تو پھر اس ملک کو خدارا کہاں لے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے غور کریں۔ آپ security اور safety سسٹم کو change کرنے کے لئے کوئی طریقہ کار بنائیں کہ کس طرح اس کو آپ چیک کر سکتے ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ جناب یہاں تو اگر ہم جو بھی بحث کریں۔ وزیر داخلہ جو بیان دیں گے اس کی اوپر سے اس کو dictation دی گئی ہے۔ یہ بحث ہماری بے سود ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں مداخلت کریں۔ آپ کا بلوچستان سے تعلق ہے۔ اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ آج chair کر رہے ہیں۔ اپنے بلوچی حوالے سے آپ ایک stand لے لیں چاہے اوپر والے ناراض ہو جائیں۔ آپ ایک commission بنائیں

جناب قائم مقام چیئرمین، اکبر خان کے بعد مجھ سے آپ مداخلت کرانا چاہتے ہیں۔ چلیں ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ ایک special committee سینیٹ کی بنائیں اور اس پر ابھی اعلان کریں اور کیونکہ Interior Minister کا Standing Commmittee کا Chairman ابھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ فیصلہ کر کے بلوچستانکے نام کو روشن کریں۔ ان کو کہیں جیسا کہ Supreme Court کبھی کبھی کسی معاملے کا براہ راست نوٹس لیتا ہے یہ ذمہ داری ہے سینیٹ کی کیونکہ یہ ایوان بالا ہے۔ آپ براہ راست نوٹس لیں اور ایک کمیٹی بنائیں مختلف پارٹیوں کی اور ان میں حکومتی ارکان بھی ہوں اور اپوزیشن کے ارکان بھی ہوں۔ وہاں جا کر وہ site کا visit کریں، اس کو research کریں اس میں کس نے حملہ کیا تھا۔ کس کا قصور تھا۔ جناب میں سمجھتا ہوں کہ درگئی میں جو واقعہ ہوا اس کی ہم مذمت کرتے ہیں تو

یہ افواج اور عوام کو لڑانے کی کوئی سازش ہے۔ اس ملک کے کوئی یہ لوگ خیر خواہ نہیں ہیں۔ لہذا اگر ہم نے ان کا سختی سے نوٹس نہیں لیا، خدا کی قسم یہاں جو حالات جا رہے ہیں اس ملک کے اندر بعد میں آپ دیکھیں گے کہ اس ملک میں کیا ہو گا۔ لہذا آپ اس کا سختی سے نوٹس لے کر۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس کو جہاز سے drop کرکے نیچے اتارتا ہے کہ میں enquire کرتا ہوں ہمارے کسی وزیر اعظم کو ہمت ہے کہ اس کو بتائے کہ ہمارے شہریوں کو کیوں گرفتار کرتے ہو، تو کیا امریکہ کو یہ ہمت ہے جو ہمارے آزاد ملک میں آتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ہمارے حکمران اپنی کرسی کو طول دینے کے لیے، اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ان کی جی حضوری کر رہے ہیں لیکن یہاں پر ۱۶ کروڑ عوام آزاد ہیں جناب! ۱۴ کروڑ عوام غلام نہیں ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ۱۴ نہیں ابھی ۱۶ کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ہاں، امریکی مداخلت کی اجازت کبھی ہم نہیں دیں گے اور امریکہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ملک میں رہیں۔ ہمارے اندرونی معاملات میں اگر اس نے مداخلت کی اس کا ردعمل شدید ہو گا اور ہم اس کو کبھی اجازت نہیں دیں گے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ، صاحبزادہ صاحب، جی، ابھی دو سپیکر رہ گئے ہیں۔ دو سپیکر رہ گئے ہیں۔ وزیر صاحب بھی request کر رہے ہیں کہ ابھی مجھے بھی موقع دیں۔

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (Federal Minister for Interior): Sir, I had been here for the last three days. Would you please give me the floor now.

جناب قائم مقام چیئرمین، دو، دو منٹ لے لیں۔ آفتاب شیر پاؤ صاحب کی request genuine ہے۔ دو منٹ صاحبزادہ صاحب آپ تو بالکل، رشید صاحب آپ کا نام late

آیا ہے میں نے اس کو drop کیا ہے۔ کرنل طاہر صاحب کا نام بھی بہت late آیا اس لیے اس کو drop کیا ہے ۔صرف خالد سومرو صاحب اور صاجزادہ خالد صاحب کا ہے ۔یہ مجھے دو منٹ ' دومنٹ میں بہت کچھ ہو جاتا ہے ۔ جی ! صاجزادہ خالد صاحب ' وہ جواب بھی سننا ہے ۔ ریکوزیشن کرکے ' بات چیت کرکے چلے جائیں اور concerned جواب نہ دیں ۔تو فائدہ کیا ۔ جی صاجزادہ خالد صاحب ۔

سینیٹر صاجزادہ خالد جان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ ' جناب چیئرمین صاحب ! آپ نے مجھے باجوڑ اور درگئی کے افسوسناک واقعہ پر بولنے کا موقع دیا ۔ جناب والا! دونوں واقعات پر بحیثیت مسلمان اور انسان بہت دکھ ہوا ہے کیونکہ ان دونوں واقعات میں طالب علم شہید ہوئے ہیں ۔ میری معلومات کے مطابق باجوڑ میں بھی دین کے طالب علم تھے اور درگئی میں فوجی جوان ٹریننگ کے دوران پڑھائی میں مصروف تھے ۔ بدقسمتی سے باجوڑ میں جو شہید ہوئے حکومت والے ان کو دہشت گرد کہتے ہیں اور باجوڑ کے مدرسہ پر امریکہ کے جہازوں نے بمباری کی ہے۔ہماری حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ باجوڑ پر ہماری فوج نے بمباری کی ہے۔ میں مختصر پوچھتا ہوں کہ ہمارے باجوڑ کے عوام اور مدرسہ میں جو طالب علم وہاں زیرتعلیم تھے وہ اتنے گناہگار ہیں کہ ان پر اپنی فوج بمباری کرے گی ۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا ۔ باقی کہتے ہیں کہ مولانا لیاقت صاحب کے دس بارہ گھر تھے ۔ اس کی طرف سے اور ہماری طرف جو آدمی بھی بیٹھا ہوا ہے وہ بھی کہہ رہا ہے ۔ اس طرف کا بھی کہہ رہا ہے ۔ میں کہتا ہوں مولانا لیاقت کے ساتھ کئی سالوں سے حکومت بات چیت کیوں کر رہی تھی نفاذ شریعت کے دور سے لے کر آج تک بات چیت کیوں کر رہے ہیں ۔ دوسرے ساتھیوں سے پوچھ رہا ہوں جو وہ کہہ رہے ہیں کہ سنا ہے کہ یہ مولانا دہشت گرد ہے اور پشاور میں امن جرگہ ہوا ہمیں امن جرگہ میں جس سربراہ نے بلایا تھا وہ سربراہ کیوں باجوڑ جا رہا ہے مولانا لیاقت کے لیے فاتحہ خوانی کر رہا ہے ۔میں اس سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ میں سوچ رہا ہوں کس کو جواب دوں ۔بدقسمتی سے جناب والا! اس واقعہ کے دوسرے روز سارے پرائیویٹ چینلوں نے مدرسے کی فلم دکھائی اور آپ سب نے دیکھا ہوگا کہ صرف طلباء کے کھانے پینے کا سامان اور پلاسٹک کے چند لوٹے تھے اور دوسری طرف اگر آپ

مدرسے کے اندر الماریوں کو دیکھیں تو اس میں قرآن مجید کے نسخے شہید دکھائی دے رہے تھے۔ میں وزیر داخلہ سے درخواست کر رہا ہوں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کم از کم سینیٹ کا ایک وفد اپنے ساتھ لے جا کر دیکھیں اور جو شہید ہوئے ہیں ان کے والدین سے ملیں کہ یہ کون لوگ ہیں - یہ دہشت گرد تھے یا حافظ قرآن تھے - جناب والا! باجوڑ کے واقعہ کے چند روز بعد دوسرا واقعہ درگئی کا ہوا جس میں 42 جوان شہید ہوئے۔ اس پر بھی ہمیں افسوس ہے اور ہمیں درگئی کی وجہ سے شرم آتی ہے - شیر پاؤ صاحب کو پتا ہے - میرا گھر چار پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ انگریز کے دور سے آج دن تک مالاکنڈ کے عوام ان لوگوں کو سر پر بٹھاتے ہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں اس لیے ہمیں رہنے دیں کہ یہ واقعہ کس طرح ہوا اور اس واقعہ پر بمباری کے ساتھ ہی پندرہ بیس منٹ میں ہم وہاں پہنچ گئے تھے اور یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ اس کے ساتھ ایک دوسرا دہشت گرد تھا وہ چار پانچ کلو میٹر پر گنے کی فصلوں میں چلا گیا ہے - اس نے پناہ لی ہے۔ اس گنے کی فصلوں کو دو دن تک مالاکنڈ ڈویژن والوں نے گھیرے میں لیے رکھا۔ گینتی بھی لائے تھے - پتا نہیں لگا کہ وہ کون تھے اور کہاں چلے گئے ۔مجھے اس پر بھی افسوس ہے۔ علاقے کے عوام بھی یہ کہہ رہے ہیں، اگر واقعی دہشت گرد یہاں پر ہیں تو حکومت اس کی بھی وضاحت کرے۔ جناب والا! ہم سینیٹ کے فلور سے ، عوام اور مختلف پارٹیوں کے بھی مشکور ہیں۔ جب دھماکہ ہوا تو یہ ایسی جگہ تھی کہ ایک طرف دو تین طرف سے آرمی کے لوگ جا رہے تھے، دوسری طرف وہ دھماکے کے ساتھ ہی قلعہ میں چلے گئے تھے اور جو فوجی جوان وہاں شہید اور زخمی تھے عوام نے اٹھا کر انہیں ہسپتال میں پہنچایا۔ آخر میں ، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ پرائیویٹ چینلز سے اسی روز یہ بیانات آ رہے تھے کہ مالاکنڈ ایجنسی میں دہشت گرد اور طالبان تنظیمیں ہیں۔ میں بات کو مختصر کر رہا ہوں، یہاں کوئی طالبان یا القاعدہ تنظیم نہیں ہے۔ اگر حکومت کو شک ہے کہ وہاں ہیں تو ہم بحیثیت ممبران قومی ، صوبائی اسمبلی اور سینیٹ ، ناظمین اور عوام علاقہ حکومت کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں آخر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ درگئی کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر بھی ذرا سوچنا چاہیے کہ مشرف کے پاس دو عہدے ہیں یہ اس کی وجہ سے تو رونما نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بہت شکریہ۔ سومرو صاحب! آپ بولیں جی۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو دب جاتا ہے

خون پھر خون ہے گرتا ہے تو جم جاتا ہے

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ اپنا دین چھوڑ کر ان کے دین کو اختیار نہ کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں یہ فرمایا تھا کہ یہود و نصاریٰ کو میری مقدس دھرتی سے نکال باہر پھینک دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کی جس کے ساتھ محبت ہوگی قیامت میں اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر ہماری یاری بش کے ساتھ ہے اور بلیئر کے ساتھ ہے تو پھر ہمیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ مدینہ منورہ کی ریاست کے بعد دنیا کے تختے پر پاکستان وہ واحد ملک ہے جس کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہ نعرہ دیا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ کیا ہم نے ان مقاصد کے لئے کوئی کام کیا ہے؟ کیا ہم ان مقاصد کے لئے کوئی کام کر رہے ہیں؟ جو کچھ ہم کر رہے ہیں، کیا ان مقاصد کے حصول کے لئے کر رہے ہیں؟ اپنے ضمیر سے پوچھنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ یہ اپوزیشن کا رکن ہے اور وہ سرکاری بینچوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت بات صرف اتنی ہے کہ ہم بک چکے ہیں، اور ہم عملی طور پر امریکہ اور برطانیہ کے غلام بن چکے ہیں۔ بش اس دور کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے، international terrorist of the world ہے لاکھوں مسلمانوں کا قاتل ہے۔ افغانستان میں لاکھوں مسلمانوں کو اس نے مروایا۔ عراق میں لاکھوں مسلمانوں کو اس نے شہید کرایا۔ جو کچھ لبنان میں ہوا، جو کچھ فلسطین میں ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار بش ہے۔ سب کچھ آپ حضرات کے سامنے ہے لیکن کون کہے چونکہ ہم بک چکے ہیں، ہم غلام بن چکے ہیں، ہماری ساری پالیسیاں وہاں سے بن رہی ہیں اور مجھے تو افسوس ہے کہ کل تک جو امریکہ کی مخالفت کرتے تھے اور امریکہ کی مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے، مولویوں کو گالیاں دیتے تھے کہ یہ امریکہ کے ایجنٹ ہیں آج وہ بھی وہی زبان بول رہے ہیں جو امریکہ کے ایجنٹوں کی زبان ہے۔ His masters voice مدرسوں کے خلاف بات کرنا، مساجد کے خلاف

بات کرنا، علماء کے خلاف بات کرنا ان کا شیوہ بن چکا ہے ۔ ہمارا جرم صرف اتنا ہے کہ ہم بش سے نفرت کرتے ہیں ، ہم بلیئر سے نفرت کرتے ہیں، ہم بش کو مسلمانوں کا قاتل سمجھتے ہیں۔ اگر یہ جرم ہے تو پھر سن لو۔ ہم یہ جرم کرتے رہیں گے۔

حق گوئی اگر جرم ہے اس دور میں اے دوست

اس جرم کا ہم اقرار سرعام کریں گے

کل تک جو امریکہ کو گالیاں دیتے تھے آج وہ امریکہ کی کٹھ پتلی کرزئی حکومت کی تعریفیں کیوں کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سومرو صاحب! باجوڑ اور درگئی کے حوالے سے کوئی صلاح دینا چاہتے ہیں تو وہ دیں۔ تمہید کو short کرکے وہ صلاح دے دیں۔ شیر پاؤ صاحب نے جواب دینا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، اسی تناظر میں بات کر رہا ہوں۔ باجوڑ کے لوگوں کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ امریکہ سے نفرت کرتے تھے ۔ یہ بتائیں گے ہمارے وزیر داخلہ صاحب کہ وہاں کون سے دہشت گرد مارے گئے؟ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ چالیس سے زیادہ طلباء وہ تھے جن کی عمریں سات اور چودہ سال کے درمیان تھیں۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو ہمیں وہاں جانے دیا جائے۔ وزیر داخلہ صاحب ہماری قیادت کریں۔ ہم ان کی قیادت میں جائیں گے یا ان کی تفصیل یہ خود پیش کریں۔ ہمیں جانے کیوں نہیں دیتے ۔

جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ہم جہادیوں کو ختم کریں گے ۔ ہمارے ملک میں جہاد کا نام لینا جرم قرار دیا گیا ہے ۔ آپ کی تمام فوجی چھاؤنیوں میں یہ نعرہ لکھا ہوا ہے کہ ایمان ، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ اور کہتے ہیں کہ جہاد دہشت گردی ہے، پہلے دہشت گردی کی تعریف کرو۔ کہتے ہیں کہ ہم عدم تشدد کے راہی ہیں، عدم تشدد کا مطلب کیا ہے؟ کسی کے گھر میں کوئی گھسے، کسی کی عزت کو لوٹے ، کسی کی ملکیت پر قبضہ کرے ، کسی کے حقوق کو پامال کرے تو مزاحمت نہیں کرے گا ۔ اپنے حق کے لیے مرنا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اپنی عزت کے تحفظ کے لیے ، ملکیت کے

تحفظ کے لیے، حقوق کے تحفظ کے لیے مرتا ہے وہ شہید ہے۔

میرے محترم دوستو! یہ افغانستان والے جو بش کے خلاف لڑ رہے ہیں، عراق والے جو بش کے خلاف لڑ رہے ہیں، یقیناً یہ مجاہد ہیں۔ آپ مانیں یا نہ مانیں، وقت ثابت کرے گا۔ آپ نے کوئی ایسی رات دیکھی ہے کہ جس کے بعد صبح کا سویرا طلوع نہ ہوا ہو۔ ہر رات کے بعد صبح کا سویرا طلوع ہوتا ہے۔ یہ ظلم کی رات ختم ہو گی اور انشاء اللہ انصاف کا سورج طلوع ہو گا۔

ظلمت شب دور ہو گی طلعت خورشید سے

یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

اگر جہادیوں پر اتنا غصہ ہے تو پھر ان حکمرانوں پر مقدمہ دائر ہونا چاہیے۔ جب امریکہ والے کہتے تھے کہ اسامہ مجاہد ہے، ملا عمر مجاہد ہے، تو یہ بھی کہتے تھے اسامہ مجاہد ہے، ملا عمر مجاہد ہے اور جب امریکہ کہتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ ان کی زبان کیوں بولتے ہو۔ اگر یہ مجرم ہیں یا امریکہ سے نفرت کرنے والے مجرم ہیں تو پھر جہادی کس ہاتھ نے بنائے تھے۔ یہ حقیقتیں ہیں۔ آپ facts کو deny نہیں کر سکتے۔ جو باجوڑ میں شہید ہوئے میں اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں۔ عدالتی تحقیقات کرائی جائے، آپ کمیٹی بنائیں، ہمیں جانے دیں۔ جو کچھ درگئی میں ہوا اس واقعہ کی بھی میں مذمت کرتا ہوں۔ وہ بھی ہمارے بھائی تھے۔ میرے محترم! میں اتنی گزارش کروں گا کہ آپ صرف نشستند، گفتند، برخاستند کی بات نہ کریں۔ کوئی نتیجہ ملنا چاہیے۔ قاتلوں کو سزا ملنی چاہیے، مظلوموں کی مدد کرنی چاہیے۔ شہدا کے ورثا کو معاوضہ ادا کرنا چاہیے۔ اگر آپ اس کا کوئی حل نہیں نکالیں گے تو حالات خراب ہوں گے۔ یہ ذمہ داری ہے اس ایوان کی۔ آخر میں اتنا کہوں گا کہ

حبس اتنا بڑھ گیا ہے کہ طوفاں تو آئے گا

پیاسی زمیں ہے موسم باراں تو آئے گا

میں نے اسی لیے بھری بستی میں دی اذاں

کوئی نہ کوئی مرد مسلماں تو آئے گا

قاتل پھرے گا کوچہ و بازار میں اگر

لوگوں کو یاد خون شہیداں تو آئے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم پری گل - آپ آخری ایک منٹ میں debate close کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتی۔ میں باجوڑ اور درگئی کے شہیدوں کے لیے ایک منٹ لوں گی کیونکہ یہاں پر بہت زیادہ تقاریر ہوئیں اور بہت زیادہ لوگوں نے کہا - ان واقعات کا ہم سب کو دکھ ہے اور دکھ ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی ہمارے ہی لوگ تھے۔ میں وزیر داخلہ صاحب کے احترام میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں - ان واقعات کی بالکل انکوائری ہونی چاہیے کیونکہ جب تک انکوائری نہ ہو تب تک معلوم نہ ہوگا کہ یہ کس نے کیا ہے - اس پر پورے پاکستان کو دکھ ہے اور ہم سب آپ کے دکھ میں شریک ہیں کیونکہ درگئی ہو یا باجوڑ ہو یہ سب ہمارے اپنے ہی لوگ تھے، کوئی پرائے نہیں تھے، باہر سے نہیں آئے تھے اگر وہ شہید ہوئے ہیں تو مجھے افسوس ہے۔ میں وزیر صاحب سے ایک درخواست کروں گی کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں اور پوچھا جائے کہ حالات اتنے خراب کیوں ہوئے اور یہاں تک کیوں پہنچے۔ جب تک یہ کمیٹی نہیں بنائیں گے ہمارے جو سینیٹر حضرات ہیں ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ان کا علاقہ ہے، ان کو دکھ ہے۔ لہذا میں وزیر صاحب سے صرف یہ کہوں گی کہ ایک زبردست کمیٹی بنائیں اور action لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، حافظ رشید صاحب! اگر یہی کمیٹی کی بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہو چکی ہے۔ شکریہ آپ کا۔ Sherpao sahib will take the floor please.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، شکریہ جناب چیئرمین! مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ آج تیسرا دن ہے اس اہم موضوع پر۔ پورے ہاؤس نے بڑی تفصیلاً اس پر بات چیت کی۔ میں کوئی زوردار یا کسی اور لحاظ سے بات نہیں کروں گا لیکن جو بھی حقیقت ہے اور جو لوگوں کو پریشانی ہے اس پر ضرور روشنی ڈالوں گا۔

بعض دوستوں نے کہا کہ یہ national issue ہے، ہاں یہ بالکل national issue ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ national issue ہے اور اس کو پارلیمنٹ میں discuss ہونا چاہیے، قومی اسمبلی میں بھی باجوڑ اور درگئی کے واقعات پر تفصیلاً بات ہوئی اور سینیٹ میں

بھی تین دنوں سے یہی بحث ہوئی ہے اس پر اور ہمیں خوشی ہے کہ یہی دو فورم ہیں جہاں پر ایسے issues پر بات ہونی چاہیے۔

بہت سے issues اس issue سے نکلے ہیں جن پر میں تھوڑی بہت بات چیت کرنا چاہوں گا اور جہاں تک سیاست کا تعلق ہے مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس میں کچھ political parties نے mileage لینے کی کوشش کی اور انہوں نے اس کو ایک religious تناظر میں portray کیا۔ بعض عناصر نے اس کو پختونوں کی ہمدردی میں بات کی کہ جی پختون مارے گئے ہیں۔ مشکور ہوں۔ ہمارے چند دوست جو حزب اختلاف میں ہیں انہوں نے بڑی frank اور بڑی objective باتیں کی ہیں۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کم از کم ہاؤس میں اپنا ایک perspective پیش کیا اور ان کو میں داد دیتا ہوں کہ جس طریقے سے انہوں نے جو بات کی ہے اس میں بہت حقیقت ہے۔

جناب چیئرمین! اس پر آنے سے پہلے کہ واقعات کیا ہیں، ہم ایسے issues کو جو کہ terrorism سے وابستہ ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ terrorism سے وابستہ نہیں ہیں اور Tribal Areas میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے میں واقعات بتاؤں گا کہ کس طریقے سے وہ terrorism صرف اس طرف نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان علاقوں میں بھی ایک terror پھیلایا ہوا ہے انہوں نے اور ایسے لوگوں کے ساتھ ہمارا واسطہ ہے اور اس کو کوئی صرف یہ کہہ دے کہ یہ ایک معصوم سا مدرسہ تھا اور اس پر کیوں بمباری کی گئی۔ کچھ کہتے ہیں کہ پختون اس میں مارے گئے۔ میں بذات خود پختون ہوں لیکن کیا ایک پختون یہ چاہے گا کہ ایسے suicide bombers جن کو وہاں پر تربیت دی جا رہی تھی وہ دوسرے پختونوں کا اور مسلمانوں کا خون کریں؟ اس میں کوئی حقیقت ہے اور میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اس سے political mileage لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ افغانستان کے issue کو، جس طریقے سے windfall ان کو ملا پچھلے elections میں اور اب وہ ایسے issues بنا کر اگلے elections کی تیاری کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو میں بتا دوں کہ next elections میں ہر ایک پارٹی کو اس کی کارکردگی کی بنیاد پر ووٹ ملیں گے۔ ایسے windfall ان کو نہیں ملیں گے کیونکہ ان کی بھی دو صوبوں میں حکومت ہے اور ان کی کارکردگی کی بنیاد پر ان کو لوگ ووٹ دیں گے۔ اس لحاظ

سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت دہشتگردی کے خلاف ہے۔جہاں پر بھی دہشت گردی کے واقعات ہونگے ، میری بہن کلثوم پروین نے بڑی اچھی بات کہی کہ terrorist اور terrorism دونوں قابل مذمت ہیں۔ اس کے خلاف موجودہ حکومت نے تہیہ کیا ہوا ہے۔ ہم terrorism کے خلاف quick compulsion کے تحت کام نہیں کر رہے۔ This is out of conviction یہ وقت ثابت کرے گا، یہ حالات ثابت کریں گے، یہ تاریخ ثابت کرے گی کہ جو کچھ ہم اب کر رہے ہیں اس سے tribal علاقوں کو بھی اور ملک کو بھی اس لحاظ سے ہم تقویت دیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری سرزمین دہشت گردی کے لئے استعمال ہو۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جہاں تک دہشت گردی کا سوال ہے اس کو سیاسی مقاصد کے لئے مت استعمال کریں۔ سیاسی مقاصد مت لیں کیونکہ political mileage ان کو اس سے نہیں ملے گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی وہ جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، یہ باجوڑ کے واقعے پر آئیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی وہ آ رہے ہیں۔

آفتاب احمد خان شیر پاؤ (وزیر برائے داخلہ)، آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ایسے جھوٹ کو ہم سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ سیاسی mileage کون حاصل کر رہا ہے؟ کیا ہو رہا ہے؟ دہشت گردی نہیں ہے۔ دہشت گردوں نے آکر پختونوں پر حملہ کیا ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا)

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ شیر پاؤ صاحب! آپ جاری رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، نیشنل اسمبلی میں بھی یہی کچھ ہوا۔ اب یہاں پر بھی ہو رہا ہے۔ ہم تین دن تک سنتے رہے ہیں۔ کم از کم اب ان کو یہ چاہیے' ان میں کچھ لوگ معتدل بھی ہیں جو کہ نہیں جانا چاہتے بادل نخواستہ وہ بھی مجبور ہو کر جا رہے ہیں۔ لیکن میں

سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ بھی political فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور میرے ایک دوست نے جو اس دن پختونوں کے ساتھ ہمدردی کر رہا ہے کہ جی میں جانا چاہتا تھا مجھے روکا گیا ہے اور بڑی چیخ و پکار کی کہ مجھے باجوڑ نہیں جانے دیا گیا۔ باجوڑ اگر وہ ہمدردی کے لئے جا رہا تھا تو ہمدردی کے لئے ایک، چار، چھ لوگ چلے جاتے تو میرا خیال ہے کہ ان کو کوئی نہ روکتا لیکن دو اڑھائی سو یا تین سو گاڑیوں کے جلوس میں جانا -------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، حکومتی بنچوں میں، ہم لوگوں میں برداشت زیادہ ہوتی ہے اور سننا بھی ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے وہ resignation کی تیاری کرنے گئے ہیں۔ Please continue.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، میں کم از کم اس پر convince ہوں کہ ان میں برداشت کا مادہ نہیں ہے اور یہی چیز ہمیں extremism کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ وہ کسی اور کی بات نہیں سنتے۔ وہ کسی اور کے دلائل سننا نہیں چاہتے۔ وہ کسی اور کی رائے کو اگر اس میں sense بھی ہو تو وہ اس کو سننا نہیں چاہتے۔ ایک طرف ہم دہشت گردی کی بات کرتے ہیں تو دوسری طرف extremism کی بات کرتے ہیں۔ extremism یہی ہے کہ کسی اور کی بات نہ سنو، اپنی لائن پر لگے رہو۔ یہی وہ چاہتے ہیں، مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ ہمارے پریس کے بھائی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے پورا کرنا ہے، requisition آپ نے کیا ہے۔ دیکھیں کورم آپ نے پورا کرنا ہے، requisition آپ نے کی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ آپ نے پورا کرنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ہم نے توڑ دیا ہے۔ بس ختم کریں، چھوڑ دیں۔ کورم کا حساب کریں کتنے ممبر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ ان کا نہیں، آپ اپنا حساب کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ہم نے واک آؤٹ کیا ہے ہم نہیں سننا چاہتے۔ یہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ ابھی آپ قانوناً نہیں چلا سکتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی، ان کے ساتھ agreement ہوا ہے کہ کورم یہ پورا کریں گے۔

سینیٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ رول میں ہے کہ آپ بغیر کورم کے اجلاس نہیں چلا سکتے۔ یہ پہلی دفعہ ہوگا کہ بغیر کورم کے آپ چلائیں۔

سینیٹر احمد علی، ہم بہت پہلے کہہ سکتے تھے کہ کورم نہیں ہے۔ یہ اب زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اسماعیل بلیدی صاحب! رولز اپنی جگہ ہیں۔ اسماعیل بلیدی صاحب Rules کے ساتھ اخلاقیات یہ کہتی ہیں کہ جنہوں نے requisition کیا ہے کورم انہوں نے پورا کرنا ہے۔ مجھے بھی اسمبلی میں بیس پچیس سال ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ Rules کو follow کریں۔ اگر آپ نے نہ کیا تو جانب دار ہوں گے لہٰذا آپ کورم کے مسئلے کو لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، Sir میرے خیال میں regardless اس کے کہ کیا وجوہات ہیں اور کیا وجوہات نہیں ہیں یہ Constitutional requirement ہے جو بلیدی صاحب آپ کو identify کر رہے ہیں، وہ آپ کو پوری کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بھی ہے لیکن عباسی صاحب اخلاقی طور پر requisition خود ہمارے ایم ایم اے کے دوستوں نے دی ہے۔ They were the major movers.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، ہم اس میں شامل ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، تین دن سے ایوان سنتا آیا ہے تقاریر کو اور برداشت

بھی کرتا آیا ہے اب ٹائم یہ تھا کہ اخلاقاً وہ جو بات کر رہے تھے ' ان کو اتفاق نہیں تھا تو بعد میں کھڑے ہو کے کہتے کہ ہم اتفاق نہیں کرتے۔ اخلاقی تقاضا ہے اور وہ قبائلی سوسائٹی کا حصہ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Sir ایک عرض ہے ہم نے واک آؤٹ میں حصہ نہیں لیا لیکن ان کا point ہے' ایک Constitutional requirement ہے وہ تو آپ کو پوری کرنی ہے sir۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ٹھیک ہے ۔ اب آپ نے point out کر دیا۔ اب پھر چلے ہیں خود بھی ۔ ہم گھنٹیاں بجاتے ہیں۔ جی رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ہمیں افسوس ہوتا ہے ۔ یہاں ہم کہتے ہیں جمہوریت ہے' پارلیمنٹ ہے اور واقعی یہ کورم پورا نہ ہونے کے قواعد ہیں لیکن اس وقت ایک اہم مسئلہ ہے باجوڑ کے بارے میں۔ ہم نے اجلاس requisition کیا ہے اور اس پر ہم بحث کر رہے ہیں کہ باجوڑ کے حقائق کیا ہیں اور اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ اب اس پر اپوزیشن نے اپنی بات کی۔ گورنمنٹ نے اپنی بات کرنی تھی۔ اب اگر حکومت اپنی طرف سے وضاحت کر رہی ہے--- ہم نے requisition کیا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ہمارے دوستوں کو ہم سے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔ Requisition ہم نے کیا ہے اس لیے ' جناب والا! میں ایک اور پہلو سے بھی بات کروں گا ۔ یعنی اس میں Government والے یہ فائدہ نہ لیں۔ ہمارے درمیان اختلاف کسی نکتے پر ہے' دیکھیں! ہم اپوزیشن والے متحد ہیں آمریت کے خاتمے پر۔ یہ جو فوجی کونسل ہے آئین میں' یہ جو ایل ایف او تھا' 17th Amendment کہتے ہیں اس کو ۔ ایم کیو ایم مخالف ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس ایک نکتے پر یا اس کو دو تین نکتوں میں تبدیل کرو اس پر ہم ایک ہیں لیکن باقی نکات پر ہم ایک نہیں ہیں مثلاً حقوق نسواں کا مسئلہ ہے۔ اس پر ہر پارٹی کا خواہ اپوزیشن ہو یا دوسرے اپنا اپنا نقطہ نظر ہے۔ خارجہ پالیسی ہے' ہماری تمام پارٹیوں کی خارجہ پالیسی اپنی اپنی ہے بالکل ہم ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں۔ مختلف نکتوں پر اتفاق ہو سکتا ہے اور کچھ نکتوں پر ہم متفق نہیں ہیں۔ اس لیے اس کو غلط معنوں میں نہ لیا جائے کہ اپوزیشن میں تقسیم ہے۔ اس حوالے سے اپوزیشن میں آمریت کے خلاف جو نکتہ ہے اس پر اپوزیشن میں کوئی اختلاف

نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے requisition کیا ہے اجلاس۔ اب ہمیں یہاں کورم میں مدد دینی چاہیے۔ یعنی ہمیں ایسے طریقے سے کورم point out نہیں کرنا چاہیے۔ بہرکیف جب آپ نے کیا ہے تو اب چیئرمین صاحب ! آپ ruling دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، مندوخیل صاحب ! ابھی بھی دوستوں کو کہیں کیونکہ ہاؤس ان کا requisition کیا ہوا ہے' ان کی بات ہے۔ جب حکومت وضاحت کر رہی ہے' clarifications دے رہی ہے تو یہ تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے pre-meditated تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب وہ ایم ایم اے اور مذہبی جماعتوں پر attack کر رہا ہے بجائے اس کے کہ وہ باجوڑ کے معاملات کو بیان کرے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اس سے نکلنے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ You should make count sir.

جناب قائم مقام چیئرمین، لیکن مجھے افسوس ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، افسوس تو بعد میں کریں گے پہلے count تو کریں آپ۔

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، وہ MMA اور مذہبی جماعتوں پر attack کر رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ Bajaur کے معاملہ کو بیان کرے' تو یہ سراسر زیادتی ہے۔

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ! جب quorum point out ہوا ہے تو اس سے باہر نکلنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ You have to make a count, sir..

Mr. Acting Chairman: That is there.

لیکن افسوس یہ ہے---

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، افسوس تو بعد میں کریں گے پہلے آپ count تو کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، افسوس پہلے ہو جائے ' دفنایا پھر جاتا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! count کریں' پھر آپ افسوس کر لیں کیونکہ quorum اب انہوں نے point out کر دیا ہے ' اب ساری proceedings illegal ہیں۔جناب! معذرت کے ساتھ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی! ابھی تو we will ring the bells. ! اگر پورے ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

(Interruption)

(The bells were rung)

Mr. Acting Chairman: The House is not in order. Quorum is incomplete. But I will read out the prorogation order now.

In exercise of the powers conferred by clause (3) of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Tuesday, the 28th November, 2006. Thank you very much.

....

(The House was then prorogued sine die.)

....